التحقیق الحسن

فی الإطعام عن المیت بعد الدفن

مولانا نذیر احمد رحمانی املوی رحمہ اللہ

{۱۳۲۳ - ۱۳۸۵ھ}

فارغین جامعہ سلفیہ بنارس {۱۵ - ۲۰۱۴ء}

التحقيق الحسن

في

الإطعام عن الميت بعد الدفن

مصنف

مولانا نذیر احمد رحمانی املوی

ناشر

ادارۃ البحوث الاسلامیۃ، جامعہ سلفیہ، بنارس

نام کتاب : التحقیق الحسن في الإطعام عن المیت بعد الدفن

نام مصنف : مولانا نذیر احمد رحمانی املوی

ناشر : ادارۃ البحوث الاسلامیۃ، جامعہ سلفیہ، بنارس

سن اشاعت : مئی ۲۰۱۵ء

قیمت :

صفحات : (٦٧)

ملنے کا پتہ

١- مکتبہ سلفیہ، ریوڑی تالاب، بنارس

٢- ....

٣- ....

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد المرسلين، وعلى آله وأصحابه أجمعين، أمابعد:

زیرنظر کتاب "التحقيق الحسن في الإطعام عن الميت بعد الدفن" مولانا نذیراحمد رحمانی املوی (۱۳۲۳-۱۳۸۵ھ) رحمہ اللہ کی ان کتابوں میں سے ایک ہے جسے آپ نے ایک مروجہ بدعت یعنی میت کو دفن کرنے کے بعد اس کے ورثہ کی طرف سے دعوت طعام کا اہتمام کرنا اور شریعت کا کام سمجھ کر انجام دینا کی رد میں لکھا ہے، یہ کتاب دراصل ایک سوال کے جواب میں ہے۔

سوال کا جواب پڑھنے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا موصوف کو یہ شبہ تھا کہ ممکن ہے کوئی بریلوی مولوی اس کا جواب دے۔

مذکورہ مسئلہ کے سلسلہ میں بریلوی فرقہ کے حاجی محمد عثمان صاحب نے تحریری طور پر مولانا املوی سے ایک فتوی پوچھا جسے پہلے مولانا نے یہ کہہ کر جواب دینے سے انکار کردیا کہ بریلوی حضرات ہم اہل حدیث کو مسلمان نہیں سمجھتے ہیں تو پھر ہمارے جواب دینے سے ان کا کیا فائدہ ہوگا،

لیکن سائل کے اصرار پر مولانا نے اس کا جواب دیا، جس پر ایک بریلوی مولوی نے تحریری طور پر اس کا رد لکھ کر مولانا کے پاس بھیج دیا، جس کی بنا پر سوال و جواب کا سلسلہ دونوں جانب سے شروع ہو گیا، آخر بریلوی مولوی مولانا کے سامنے ٹک نہ سکے اور لاجواب ہو کر بیٹھ گئے۔ طرفین سے یہ سوال و جواب کا سلسلہ پمفلٹ کی شکل میں نہ تھا بلکہ قلمی ہی تھا۔

''جماعت اہل حدیث کی تصنیفی خدمات'' مرتب کرتے وقت جب میں نے ذاتی کتب خانوں کی طرف رخ کیا تو مولانا نذیر احمد رحمانی املوی رحمہ اللہ کا کتب خانہ دیکھنے کے لیے ان کے گھر املو مبارکپور گیا اور مولانا کے بڑے لڑکے ماسٹر آفتاب عالم سے کتب خانہ دیکھنے کی خواہش ظاہر کی تو انہوں نے کتب خانہ کی صفائی کر کے مجھے اندر آنے کی اجازت دی، جب میں کتب خانہ میں داخل ہوا تو ایک کونے میں کوڑا کرکٹ کے ساتھ کچھ پھٹے ہوئے کاغذات نظر آئے، سب سے پہلے میں انہیں کاغذات کو الٹ پلٹ کرنے لگا تو مجھے مذکورہ کتاب کے کچھ اوراق ملے، پھر میں قاعدے سے ایک ایک ورق اور کاغذ کے پھٹے ہوئے ٹکڑوں کو دیکھنا شروع کیا تو مجھے طرفین کے سوال و جواب مکمل طور پر مل گئے، اس کے علاوہ مولانا کے ہاتھ کے لکھے ہوئے کچھ اور مخطوطات بھی ملے جیسے رد عقائد بدعیہ کی دوسری جلد وغیرہ، جنہیں لے کر میں بنارس آ گیا اور مذکورہ کتاب کے پھٹے ہوئے اوراق کو جوڑ کر فوٹو کاپی کرایا، انہیں ایام میں شیخ

عزیر شمس حفظہ اللہ تعالی سعودیہ عربیہ سے جامعہ تشریف لائے ، میں نے انہیں مذکورہ کتاب کا مسودہ پڑھنے کے لیے دیا، وہ طرفین کے سوال وجواب کو پڑھ کر بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ اسے کسی طرح چھپ جانا چاہیے، میں نے مولانا شاہد جنید صاحب حفظہ اللہ تعالی (موجودہ صدر جامعہ) کوفون کرکے اس کتاب کے چھپنے کے سلسلہ میں ذکر کیا تو آپ نے کہا کہ مسودہ میرے پاس بھیج دو میں بھی اسے پڑھوں گا، میں نے کتاب کا مسودہ ان کے پاس بھیج دیا، انہوں نے پڑھنے کے بعد کہا کہ اسے کتابت کراکر چھپوادو، روپیہ میں دوں گا۔

موصوف کے کہنے پر میں نے کاتب عبدالباری صاحب (جو جامعہ سلفیہ میں کتابت کرتے تھے) سے کتابت کرائی، پھر پروف پڑھ کر آخری شکل دیا، اور اساتذۂ جامعہ کے مشورہ سے مذکورہ نام تجویز کیا، پھر مولانا شاہد جنید صاحب حفظہ اللہ کوفون کیا، انہوں نے کتابت کا روپیہ اپنے پاس سے مجھے دیا اور ڈاکٹر مقتدی حسن صاحب ازہری رحمہ اللہ سے پیش لفظ لکھوایا اور جامعہ سلفیہ کی جانب سے چھپوا کر کتاب میرے حوالہ کر دیا اور کہا کہ آپ اپنی صوابدید کے مطابق اسے تقسیم کردو۔

اس کتاب کی پہلی اشاعت اپریل ۱۹۹۲ء میں ہوئی تھی، اور اس کے تمام نسخے سال بھر میں ختم ہو گئے، تب سے اب تک دوسری اشاعت کا بندوبست نہ ہوسکا۔ اللہ کے فضل سے اس کتاب کی اہمیت کے پیش نظر

جامعہ سلفیہ (مرکزی دار العلوم) بنارس کے فضیلت سال آخر (یعنی ۱۵-۲۰۱۴ء) کے طلبہ نے اپنے خرچ پر دوسری اشاعت کا بندوبست کیا ہے۔ جزاهم الله تعالی. انہیں اس نیک کام پر اجر عظیم سے نوازے، آمین ثم آمین۔

(مولانا) محمد مستقیم سلفی

استاذ جامعہ سلفیہ، بنارس

۲۰۱۵/۳/۲۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض ناشر

الحمد لله وكفى، وسلام على عباده الذين اصطفى،

أما بعد:

مسلم معاشرہ میں دین کے نام پر بہت سے ایسے کام بھی رائج ہوجاتے ہیں جن کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہوتی، بعض لوگ نفس پرستی اور غرض مندی کی وجہ سے اس طرح کے کاموں کو رواج دیتے ہیں، اوران کا دفاع کرتے ہیں۔ اسی طرح کا ایک کام یہ ہے کہ میت کو دفن کرنے کے بعد اس کے ورثہ کی طرف سے دعوت طعام کا اہتمام ہوتا ہے جسے شریعت کا کام سمجھ کرانجام دیا جاتا ہے۔ زیرنظر تحریر اسی مسئلہ کی شرعی حیثیت سے متعلق ہے، اوراس کا پس منظر رفیق محترم مولانا عبدالوحید رحمانی کے بیان کے مطابق وہ سوال ہے جسے بریلوی فرقہ کے جناب حاجی محمد عثمان نے علامہ نذیر احمد املوی رحمہ اللہ کی خدمت میں پیش کر کے جواب طلب کیا تھا۔

اولاً مولانا موصوف نے سائل سے بطور تنبیہ یہ سوال کیا کہ جب

بریلوی فرقہ کی نظر میں ہم مسلمان ہی نہیں ہیں تو پھر ہمارے جواب کا کیا فائدہ؟ سائل نے جب بہت اصرار کیا تو مولانا رحمہ اللہ نے اس کا جواب تحریر کردیا۔ اس پر ایک بریلوی مولوی صاحب نے لب کشائی کی۔ جب اس کی تحریر مولانا کے پاس پہنچی تو آپ نے اس کا بھی تشفی بخش جواب دیا جس کے بعد تحریر کا یہ سلسلہ بند ہوگیا۔

چونکہ مولانا املوی رحمہ اللہ کی یہ تحریر ایک ایسے مسئلہ سے متعلق ہے جو روزمرہ پیش آتا رہتا ہے، اور مختلف حضرات ناواقفیت کے سبب میت کو دفن کرنے کے بعد اس کے گھر کھانے کا اہتمام کرتے کراتے ہیں، اس لیے مناسب معلوم ہوا کہ مولانا املوی رحمہ اللہ کے مذکورہ فتوی کو رسالہ کی صورت میں شائع کردیا جائے، اس سے ایک طرف عوام مستفید ہوں گے، اور دوسری طرف مولانا موصوف کی یہ تحریر محفوظ ہو جائے گی، اور اسے ان کے حق میں ایک طرح کا خراج عقیدت تصور کیا جائے گا، کیونکہ موصوف نے حیات مستعار کا آخری حصہ یہیں بنارس میں تدریس میں گذارا، اور اہل بنارس نے آپ کے ساتھ ہمیشہ تکریم اور عقیدت مندی کا معاملہ کیا، اور اسی عقیدت کا ایک اظہار اس تحریر کی اشاعت بھی ہے۔

اختتام پر یہ گزارش مناسب ہوگی کہ اس رسالہ کی اشاعت کا مقصد

کسی بحث وجدال کا آغاز نہیں، پھر بھی مسئلہ کی توضیح و تنقیح کے لیے اگر کوئی معقول ومثبت تحریر آئے گی تو ہم اسے ماہنامہ محدث میں ضرور شائع کریں گے۔ اللہ تعالی اس رسالہ کو مسلمانوں کے لیے مفید بنائے اور اس کے مؤلف کو اجر جزیل سے نوازے، آمین۔

(مقتدی حسن ازہری)

جامعہ سلفیہ، بنارس

۹؍شعبان ۱۴۱۲ھ

۷۸۶
۹۲

سوال نمبرا:

(بیہقی وابوداؤد) عن عاصم بن كليب قال خرجنا مع رسول الله ﷺ في جنازة (إلى أن قال) فلما رجع استقبله داعي امرأته فأجاب وجيء بالطعا فوضع يده ووضع القوم فأكلوا ورسول الله ﷺ يلعك لقمته في فيه .. الحديث.

برائے مہربانی مندرجہ بالا حدیث پاک معہ حوالہ وصفحہ جلد اردو میں ترجمہ فرما کر صاف صاف مطلب تحریر فرما دیجئے، عین نوازش ہوگی۔ اپنی دستخط ومہر بھی ثبت فرمائیں۔

مورخہ ۲۰/صفر ۱۳۸۰ھ

راقم: حاجی محمد عثمان صاحب مدنپورہ، بنارس

الجواب

جواب نمبرا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمده، ونصلي على رسوله الكريم، وعلى آله، وصحبه أجمعين، أمابعد:

سوال میں جو حدیث مختصراً نقل کی گئی ہے اس کا ترجمہ اور حوالہ بتانے سے پہلے میں یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس کے شروع میں ''بیہقی وابوداود'' کے الفاظ بھی لکھے ہوئے ہیں، جس کا مطلب بظاہر یہی ہے کہ حدیث بیہقی اور ابوداود میں مروی ہے، لیکن اس پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ''بیہقی'' تو کسی کتاب کا نام ہی نہیں ہے، پھر اس کا حوالہ دینے کا کیا مطلب ہوا؟ ہاں ایک محدث گذرے ہیں، جو بیہقی کی نسبت سے مشہور ہیں، ان کا نام احمد تھا، اور وہ بیہَق (ایک گاؤں کا نام ہے) کے رہنے والے تھے، اسی لیے ان کو بیہقی کہا جاتا ہے۔ اگر انھیں محدث کی کوئی کتاب مراد ہے تو اس کتاب کا نام اور صفحہ وغیرہ صاف صاف بتانا چاہیے تھا، کیونکہ ان کی لکھی ہوئی حدیث کی کئی کتابیں مشہور ہیں، مثلاً سنن کبری، معرفۃ السنن والآثار،

دلائل النبوۃ وغیرھا۔ ایسی صورت میں صرف ''بیہقی'' لکھ دینے سے کیا مطلب حل ہوا؟ اور اس سے لوگوں کو مغالطہ دینے کے سوا اور کیا فائدہ ہوا؟

اسی طرح ابوداؤد بھی کسی کتاب کا نام تو نہیں ہے، لیکن ان کی کتاب ''سنن ابی داؤد'' کو عرف میں ''ابوداؤد'' بھی کہتے ہیں۔ سنن ابی داؤد میں یہ حدیث بے شک موجود ہے لیکن الفاظ وہ نہیں ہیں جو یہاں سوال میں نقل کیے گئے ہیں۔ ہم کو بڑا تعجب ہے کہ حوالہ تو ابوداؤد کا دیا گیا ہے مگر حدیث کے وہ الفاظ کیوں نہیں نقل کیے گئے جو ''ابوداود'' میں موجود ہیں۔

لیجیے ہم سنن ابی داؤد سے حدیث کے اصل الفاظ بقدر ضرورت یہاں نقل کرتے ہیں:

عن عاصم بن كليب عن أبيه عن رجل من الأنصار، قال: خرجنا مع رسول الله ﷺ في جنازة (إلى أن قال) فلما رجع استقبله داعي امرأة، فجاء، فجيء بالطعام، فوضع يده، ثم وضع القوم، فأكلوا، فنظر آباؤنا رسول الله ﷺ يلوك لقمة، ثم قال: أجد لحم شاة أخذت بغير إذن أهلها .. الخ. (سنن أبي داؤد، کتاب البیوع، باب فی اجتناب الشبہات)(۱)

---

(۱) [اسناده صحيح] سنن ابی داؤد (ح: ۳۳۳۲ بتحقيق الألبانی والزئي والأرنؤوط)، ومسند احمد (۵/ ۲۹۴، ح: ۲۲۵۰۹ بتحقيق الأرنؤوط=

ترجمہ: عاصم بن کُلیب اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، اوران کے باپ (کلیب) انصار کے ایک شخص سے نقل کرتے ہیں (انصاری صحابی نے) کہا کہ ہم لوگ جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جنازہ میں گئے ...... جب آنحضرت ﷺ جنازہ سے واپس ہوئے تو ایک شخص آپ کے سامنے آیا اور کسی عورت کی طرف سے آپ کی دعوت کی، رسول اللہ ﷺ (اس عورت کے گھر) تشریف لائے، کھانا آپ کے سامنے لایا گیا، رسول اللہ ﷺ نے پہلے کھانا شروع کیا، اس کے بعد لوگ کھانے لگے، مگر

=والآخرين) وسنن الدار قطني (٢٨٥/٤، ح: ٥٤ و٥٥ بتعليق الشيخ شمس الحق العظيم آبادى)، والسنن الكبرى للبيهقي، كتاب البيوع، جماع أبواب الخراج بالضمان والرد بالعيوب (ح: ١٠٩٧٨) ودلائل النبوة له، باب امتناع النبي ﷺ عن أكل الشاة ...... (٦/ ٣١٠ بتحقيق الدكتور عبدالمعطي قلعجى)، وشرح مشكل الآثار للطحاوي (ح: ٣٠٠٥ و ٣٠٠٦ بتحقيق الأرنؤوط)، وشرح معاني الآثار له (٤ / ٢٠٨ بتحقيق محمد زهري النجار) ونصب الراية للإمام الزيلعي (٤ / ١٦٨، ح: ٦٩٦٩ بتحقيق محمد عوامه).

اس حدیث کوامام زیلعی، علامہ البانی، حافظ زبیر علی زئی اور شیخ شعیب الارنووط رحمھم اللہ نے "صحیح" قرار دیا ھے۔

مذکورہ تمام کتابوں میں سے کسی بھی کتاب میں "داعي امرأته" نھیں ھے بلکہ مسند احمد، سنن الدارقطنی اور شرح مشکل الآثار ومعانی الآثار میں "إمرأة من قريش" ھے اور بقیہ سب میں "داعي امرأة" ھے۔

ہمارے باپ دادا نے دیکھا کہ حضور ایک ہی لقمہ کو چبا رہے ہیں، وہ لقمہ آپ کی حلق سے نیچے نہیں اتر رہا ہے، پھر حضور ﷺ نے فرمایا: میں محسوس کرر ہا ہوں کہ یہ گوشت ایسی بکری کا ہے جو اس کے مالک کی اجازت کے بغیر حاصل کی گئی ہے...... (یہ لقمہ آپ نے اپنے منہ سے تھوک دیا، کذا فی المسند للامام أحمد) اس کے بعد فرمایا کہ یہ گوشت قیدیوں کو (جو کافر تھے) کھلا دو۔

سوال میں حدیث کے جو الفاظ نقل کیے گئے ہیں ان کو سنن ابی داؤد والی روایت سے مقابلہ کر کے غور سے دیکھا جائے تو کئی الفاظ میں فرق معلوم ہوگا، مگر ہم صرف دو جملوں کی طرف خاص طور سے توجہ دلانا چاہتے ہیں، کیونکہ ان کے بدل جانے سے حدیث کا مضمون بدل گیا ہے۔

(ا) (پہلا جملہ) سوال میں نقل کیا گیا ہے: عن عاصم بن کلیب قال کہ "عاصم (کلیب کے بیٹے) نے کہا کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جنازہ میں گئے" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خود عاصم بھی اس جنازہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک تھے، حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے، عاصم تو رسول اللہ ﷺ کے زمانے موجود ہی نہیں تھے، انہوں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا تک نہیں، بھلا وہ ان کے ساتھ جنازہ میں کہاں شریک ہو سکتے تھے۔

(۲) (دوسرا جملہ) سوال میں نقل کیا گیا ہے: فلما رجع استقبله داعي امرأته فأجاب اس کا ترجمہ یہ ہے کہ ''جب رسول اللہ ﷺ جنازہ سے واپس ہوئے تو اس کی عورت کی طرف سے دعوت دینے کے لیے ایک شخص آپ کے سامنے آیا، اور آپ کو دعوت دی، آپ نے اس کی دعوت منظور فرمائی''۔

''اس کی عورت'' سے بعض علماء نے لکھا ہے کہ میت کی عورت مراد ہے، اگرچہ حدیث میں اس کی صراحت نہیں ہے، مگر ان بعض علماء کا کہنا تو اس وقت صحیح ہوگا جب کہ حدیث میں "امرأته" (اس کی عورت) کا لفظ ثابت اور محقق ہو، حالانکہ سوال میں جس کتاب کا حوالہ دیا گیا ہے یعنی سنن ابی داؤد، اس میں تو یہ لفظ ہی نہیں ہے، اس میں تو "امرأة" کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں ''کوئی عورت یا کسی عورت''۔

لہذا اس حدیث سے یہ ہرگز نہیں ثابت ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ نے میت کی عورت کے گھر کھانا کھایا تھا، بلکہ وہ دعوت دینے والی عورت کوئی دوسری تھی، چنانچہ مسند احمد، ص: ۲۹۳ جلد: پنجم اور سنن دار قطنی، جلد: دوم ص: ۵۴۵ میں بھی یہی روایت موجود ہے، ان دونوں کتابوں میں "امرأة من قريش" ہے، یعنی یہ دعوت دینے والی کوئی قریش خاندان کی عورت تھی اور وہ میت جس کے جنازہ میں حضور تشریف لے گئے تھے وہ ایک انصاری

تھے، قریشی نہ تھے۔ ملاحظہ ہو: مسند احمد، جلد: پنجم، ص: ۴۰۸۔

یہ لطیفہ بھی قابل ذکر ہے کہ سوال میں حدیث نقل کرنے والے مولوی صاحب نے تو صرف ''بیہقی'' لکھ دیا ہے، ان کی کسی کتاب کا کوئی نام ونشان نہیں بتایا، لیکن ہم ان کو انہیں امام بیہقی کی ایک مشہور کتاب کا پورا نشان و پتہ بتاتے ہیں، کھول کر دیکھ لیں، اس میں بھی "امرأة من قریش" ہی کا لفظ ہے۔ ملاحظہ ہو: السنن الکبری، جلد: ششم، ص: ۹۷، سائل چونکہ حنفی ہے، اس لیے اس کے اطمینان کے لیے آخر میں ہم حنفی مذہب کے ایک بہت بڑے محدث کا حوالہ بھی بتا دیتے ہیں، علامہ طحاوی کی شرح معانی الآثار، جلد: دوم، ص: ۳۲۰ دیکھیے، اس میں بھی "امرأة من قریش" ہی ہے۔

یہ حدیث کی پانچ معتبر کتابوں کے حوالے ہم نے مع صفحہ اور جلد کے لکھ دیے ہیں، ان کتابوں میں یہ حدیث پوری سند کے ساتھ موجود ہے، ان میں سے کسی میں بھی "امرأته" (یعنی میت کی عورت) کا لفظ موجود نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ سوال میں جو "امرأته" کا لفظ ابوداؤد کے حوالہ سے نقل کیا گیا ہے یہ بالکل غلط ہے۔

اب اگر کوئی بریلوی مولوی صاحب اس لفظ کا ثبوت مع صفحہ اور جلد کے حدیث کی کسی ایسی معتبر کتاب سے دے دیں جس میں اس روایت کی

پوری سند موجود ہو تو ہم ان کے شکر گزار ہوں گے، اور اگر ان سے یہ نہ ہو سکے تو دیانت داری کا تقاضا یہ ہے کہ ہم نے جو معتبر حوالے پیش کیے ہیں ان کی بنیاد پر اپنی غلطی تسلیم کر لیں۔ واللہ یهدي إليه من ينيب.

فقط

کتبہ: نذیر احمد رحمانی

جامعہ رحمانیہ، بنارس

۲۶/صفر ۱۳۸۰ھ

۲۰/اگست ۱۹۶۰ء

٧٨٦
۹۲

سوال وجواب نمبر۲:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللھم لك الحمد أبدا، والصلاة والسلام علی حبیبك سرمدا، أمابعد:

محلّہ مدن پورہ شہر بنارس کے کسی شخص کا اعتراض ہوا کہ کتاب مسمی در بارۂ جواز طعام فاتحہ اموات اہل اسلام کے صفحہ:٨ پر جو حدیث شریف پنجم بیہقی وابوداؤد کے حوالہ سے نقل کی گئی ہے وہ غلط ہے تو حاجی محمد عثمان صاحب جو قطب بنارس حضرت مولانا مولوی قاری حاجی شاہ محمد عبدالرشید صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے مرید ہیں انہوں نے اس حدیث پاک کو ایک کاغذ پر نقل کر کے استفتاء کی شکل میں مختلف جگہوں پر بھیجا کہ برائے مہربانی اس حدیث کا ترجمہ وحوالہ وصفحہ وجلد صاف صاف تحریر فرما دیجیے، عین نوازش ہوگی۔اس کا جو جواب مدرس مدرسہ رحمانیہ نے دیا ہے وہ یہ ہے الجواب امابعد: سوال میں جو حدیث نقل کی گئی ہے اس کا ترجمہ اور حوالہ

بتانے سے پہلے میں یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس کے شروع میں بیہقی وابوداؤد کے الفاظ بھی لکھے ہوئے ہیں، اس کا مطلب بظاہر یہ ہے کہ یہ حدیث بیہقی وابوداؤد میں مروی ہے، لیکن بیہقی تو کسی کتاب کا نام ہی نہیں ہے، پھر آگے چل کر لکھتے ہیں کہ ابوداؤد بھی کسی کتاب کا نام تو نہیں ہے تو ہم کہتے ہیں کہ بخاری اور ترمذی بھی کسی کتاب کا نام نہیں ہے، اس لیے کہ بخاری کی شہر بخارہ کی طرف نسبت ہے اور ترمذی شہر ترمذ کی طرف نسبت ہے، اگر بخاری وترمذی کسی حدیث کی کتاب ہے تو بیہقی وابوداؤد بھی حدیث کی کتاب ہے اور اہل علم حضرات خوب جانتے ہیں کہ ابوداؤد شریف کتاب صحاح ستہ میں سے حدیث کی ایک کتاب ہے، مگر مزے کی بات تو یہ ہے کہ مولوی نذیر احمد مدرس مدرسہ رحمانیہ خود ہی لکھتے ہیں کہ سنن ابی داؤد کو عرف میں ابوداؤد بھی کہتے ہیں، تو اب ہم مولوی صاحب سے پوچھتے ہیں کہ کیا عرف میں بیہقی امام احمد کی دلائل النبوۃ کو نہیں کہا جاتا ہے، یہاں آپ کیسے بھولے بن گئے کہ گویا کچھ جانتے ہی نہیں، کیا خوب مگر ہے یہ کہ مولوی صاحب نے عوام کو یہ فریب دینا چاہا کہ قطب بنارس رحمۃ اللہ علیہ نے یونہی حدیث لکھ دی، حدیث وغیرہ کچھ ہے نہیں۔ سنیے بلاشک حضرت والد ماجد قطب بنارس رحمۃ اللہ علیہ نے جو کچھ لکھا ہے وہ بالکل صحیح وحق لکھا ہے۔

لیجیے اب میں اس حدیث پاک کو مع حوالہ نقل کرتا ہوں، خوب سمجھ کر

پڑھیے دیکھیے: مشکوۃ المصابیح، جلد: دوم، مطبع: مجیدی کانپور کے صفحہ: ۲۳۴،
کتاب الفتن فی المعجزات:

وعن عاصم بن كليب عن أبيه عن رجل من الأنصار قال: خرجنا مع رسول الله ﷺ في جنازة، فرأيت رسول الله ﷺ، هو على القبر يوصي الحافر يقول: أوسع من قبل رجليه، أوسع من قبل رأسه، فلما رجع استقبله داعي امرأته (أي امرأة الميت لمعات)، فأجاب ونحن معه، فجيء بالطعام، فوضع يده، ثم وضع القوم، فأكلوا فنظرنا إلى رسول الله ﷺ لقمة في فيه الخ. (رواه أبوداؤد والبيهقي في دلائل النبوة) (۱) مظاہر حق، جلد: چہارم تتمہ، صفحہ: ۴۵

(۱) مشكوة المصابيح (ح: ٥٩٤٢ بتحقيق الألباني)، وهداية الرواة للحافظ ابن حجر (ح: ٥٨٨٥ بتحقيق الألباني)، ومرقاة المفاتيح للعلامة علي بن سلطان محمد القاري (١١/ ٢٢٣، مكتبة الامدادية، ملتان) اس کتاب کے محشی روایت هذا کے تحت فرماتے ہیں:

"هذا الإشكال مبني على أن يكون لفظ الحديث "داعي امرأته" بهاء الضمير الراجع إلى الميت، كما هو في مشكوة المصابيح، لكنه خطأ في الناقل أو الكاتب، والصحيح من لفظ الحديث "داعي إمرأة" بدون هاء الضمير والمراد منه داعي امرأة ما، لا زوجة المتوفى، فعلى هذا لا مساغ للإشكال، ولا حاجة إلى التوجيهات، راجع لتصحيح اللفظ إلى سنن أبي داؤد، باب .... وغير ذلك، كذا حرره المحقق العلام محمد سرفراز خان الحنفي الديوبندي في "المنهاج الواضح" بالأردية، ص: ٢٥، فيض أحمد.

میں بھی "فلما رجع استقبله داعي امرأته" ہے، اور مصنف مظاہر حق یہ مولوی قطب الدین دہلوی شاہ اسحاق دہلوی کے شاگرد ہیں، وہی شاہ اسحاق جو آپ کے یہاں بڑے محدث ہیں، ترجمہ بھی لکھتے ہیں کہ: پس جب پھرے آنحضرت ﷺ یعنی میت کو دفن کرکر سامنے سے، آیا حضرت کے دعوت کرنے والا طعام کا اس میت کی بیوی کی طرف سے "فأجاب" پس قبول کی۔

شیخ شیوخ الہند شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالی عنہ کی معروف کتاب ''اشعۃ لمعات'' ترجمہ مشکوۃ شریف جلد: چہارم، صفحہ: ۶۰۷ میں یہ حدیث موجود ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں کہ: "فلما رجع استقبله داعي امرأته" یعنی از دفن میت پیش آمد آنحضرت را دعوت کنندہ بطعام از جانب زن آں میت (فأجاب) پس اجابت کرد آنحضرت وقبول کرد دعوت او را و رفت بخانہ اُو الخ۔

ترجمہ: تو جب واپس ہوئے آنحضرت دفن میت سے تو حضور کے آگے اس میت کی بیوی کی طرف سے ایک آدمی حضور کو کھانے کے لیے بلانے آیا، حضور نے اس کی دعوت قبول کی اور اس کے گھر تشریف لے گئے۔

اب سوال باقی یہ رہا کہ ابوداؤد میں اس حدیث کے کچھ لفظ بدلے ہوئے ہیں کہ "فلما رجع استقبله داعي امرأته" کے بجائے "فلما رجع استقبله داعي إمرأتة" ہے تو یہ وہابیت کی حرکت ہے

کہ امرأته کی ضمیر کو ختم کرکے امرأة کردیا تاکہ اپنا مذہب ثابت کیا جائے یعنی مذہب وہابیت صحیح ثابت ہوجائے، حالانکہ اسی ابوداؤد کی حاشیہ پر لکھا ہے: قال الشيخ ولي الله المحدث الدهلوي رحمة الله عليه: هذا الحديث يدل على أنه يجوز للضيف أن يتناول من بيت المصاب لموت قريبه، وفيه رد على ما اشتهر في زماننا هذا على السنة الناس، قلت: هذا الاستدلال على ما في نسخة المصابيح من زيارة الضمير المجرور، وهكذا داعي امراته صحيح الخ.(۱)

ترجمہ: کہا شیخ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ بیشک کھانا جائز ہے مہمان کے لیے یہ کہ کھائے مصیبت والے کے گھر سے جو اس کے عزیز ہوں اور اس میں رد ہے اس کا جو مشہور ہے ہمارے اس زمانے میں لوگوں کی زبان پر میں نے کہا یہ دلیل لانا اس بناء پر ہے کہ مصابیح کے نسخے میں ضمیر مجرور کی زیادتی کے ساتھ ہے، ایسا ہی داعي امرأته صحیح ہے۔ تو اب ہم کو بتائیں مولوی نذیر احمد مدرس مدرسہ رحمانیہ کہ "داعي امرأته" صحیح ہے یا "داعي

---

(۱) سنن أبي داؤد، كتاب البيوع، باب اجتناب الشبهات (۲/ ۴۷۳) ناشر: فيصل پبليكيشنز ديوبند.

امرأة" صحیح ہے؟ تو ہم کہتے ہیں کہ "داعي امرأته" صحیح ہے، کیونکہ تمام مستند حدیثوں کی کتابوں میں داعي امرأته ہے۔

لہذا اب جناب مولوی نذیر احمد مدرس مدرسہ رحمانیہ مدن پورہ بنارس اور تمام وہابی مولوی میرے شکر گذا ہوں اور ہمیشہ کے لیے توبہ کریں کہ اب آئندہ ایسی حرکت نہ کریں گے کہ صحیح حدیث کو غلط بتائیں گے وہابیت کی ترویج کے لیے۔

والله يهدي إليه من ينيب.

کتبہ: محمد عبد الشہید فریدی فاروقی ابن قطب بنارس حضرت مولانا ملوی قاری حاجی شاہ محمد عبد الرشید صاحب فریدی رحمۃ اللہ علیہ
شکر تالاب، بنارس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب نمبر۲:

الحمد لله الذي نصر عبده، وهزم الأحزاب وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، أمابعد:

۲۰/صفر ۱۳۸۰ھ (مطابق ۱۴/اگست ۱۹۶۰ء) کو میرے سامنے حاجی محمد عثمان مدن پورہ بنارس کی طرف سے ایک سوال پیش کیا گیا تھا جس کا مفصل جواب لکھ کر میں نے ۲۶/صفر ۱۳۸۰ھ (مطابق ۲۰/ اگست ۱۹۶۰ء) کو دے دیا تھا، اب میرے اس جواب کا جواب مولوی عبدالشہید بن مولوی عبدالرشید شکر تالاب، بنارس نے دیا ہے جو مجھے مورخہ ۱۱/جمادی الاولی ۱۳۸۰ھ مطابق یکم نومبر ۱۹۶۰ء کو ملا ہے۔

حاجی محمد عثمان کے سوال میں ''بیہقی'' اور ''ابوداؤد'' کے الفاظ لکھ کر ایک حدیث کا کچھ حصہ نقل کیا گیا تھا، میں نے اس کے جواب میں پر زور دلیلوں سے یہ ثابت کیا ہے کہ اس میں چند علمی غلطیاں ناقل نے کی ہیں۔
حاجی عثمان نے اپنے سوال میں یہ ظاہر نہیں کیا تھا کہ یہ عبارت انہوں نے

اپنے سوال میں کہاں سے نقل کیا ہے، مگر اب مولوی عبدالشہید نے اپنے جواب میں صاف طور سے لکھا ہے کہ حاجی محمد عثمان نے یہ عبارت اپنے پیر ومرشد مولوی عبدالرشید کی کتاب ''مسمی دربارۂ جواز طعام فاتحہ اموات اہل اسلام'' کے صفحہ: ۸ سے نقل کیا ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ میں نے اپنے پہلے جواب میں ناقل کی جن غلطیوں پر گرفت کی ہے، وہ غلطیاں حاجی عثمان کی نہیں ہیں، بلکہ ان کے پیر ومرشد مولوی عبدالرشید کی ہیں۔ اسی لیے میرے اعتراضات سے بریلوی حلقہ میں کھلبلی ہے، جیسا کہ مولوی عبد الشہید صاحب کے اس جواب سے معلوم ہوتا ہے، یہ بے چارے میرے علمی اعتراضات کا جواب تو کیا دیں گے ان کی لیاقت یا پریشانی کا یہ حال ہے کہ خود انہوں نے ابوداؤد کے حاشیہ سے جو عبارت نقل کی ہے اس کا مطلب بھی وہ نہیں سمجھ سکے ہیں۔

اگر کوئی اہل علم میرے پہلے جواب کو اور مولوی عبدالشہید کے جواب الجواب کو سامنے رکھ کر دونوں کا موازنہ کرے تو اس کو مولوی عبدالشہید کی کمزوری اور پریشانی صاف طور پر محسوس ہوجائے گی کہ یوں تو عوام کو دھوکہ دینے کے لیے انہوں نے بڑی شان سے یہ دعوی کردیا ہے کہ:

''بلاشک حضرت والد ماجد قطب بنارس نے جو کچھ لکھا ہے وہ بالکل صحیح وحق ہے''۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ کسی ایک اعتراض کا بھی کوئی معقول جواب ان سے بن نہیں پڑا ہے، بالخصوص میرے اس اعتراض کے جواب میں تو وہ بالکل ہی خاموش ہوگئے ہیں کہ ان کے والد نے حدیث زیر بحث کے شروع کے الفاظ کے نقل کرنے میں بڑی سخت غلطی کی ہے، ان کی کتاب میں شروع کے الفاظ اس طرح منقول ہیں: عن عصم بن کلیب، قال: خرجنا مع رسول الله ﷺ في جنازة ان الفاظ کی رو سے حدیث کا مطلب یہ ہو جاتا ہے کہ خود عاصم جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جنازہ میں شریک ہوئے۔ میں نے اپنے جواب میں اس پر یہ گرفت کی ہے کہ:

''عاصم تو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں موجود ہی نہیں تھے، انہوں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا تک نہیں، بھلا وہ ان کے ساتھ جنازہ میں کہاں شریک ہو سکتے تھے''۔

میری اس گرفت کا مولوی عبد الشہید نے کوئی جواب نہیں دیا ہے۔ اب ان کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے کہ یا تو اپنے اس دعوی کے مطابق کہ ان کے والد ماجد نے ''جو کچھ لکھا ہے وہ بالکل صحیح ہے'' اپنے والد کے لکھے ہوئے ان الفاظ کا صحیح ہونا ثابت کریں۔

اور یا پھر اس بات کا صاف صاف اقرار کریں کہ حدیث کے ان

الفاظ کے نقل کرنے میں واقعی ان کے والد سے غلطی ہوگئی ہے، یعنی یہاں کچھ الفاظ ان سے چھوٹ گئے ہیں، صحیح الفاظ وہ ہیں جو نذیر احمد مدرس جامعہ رحمانیہ بنارس نے اپنے پہلے جواب میں بحوالہ ابوداؤد نقل کیے ہیں۔

یہ تو مولوی عبدالرشید صاحب کی اس غلطی کا بیان ہوا جس کے جواب میں ان کے صاحبزادے عبدالشہید صاحب بالکل ہی خاموش رہ گئے ہیں۔ اب ان کی ان علمی غلطیوں کا حال سنیے جن کا کچھ جواب اپنے خیال میں ان کے صاحبزادے میاں نے دیا ہے۔

مولوی عبدالرشید کی دوسری غلطی:

مولوی عبدالرشید صاحب نے دوسری غلطی یہ کی ہے کہ اپنی مذکورہ بالا کتاب میں حدیث زیر بحث کے جو الفاظ نقل کیے ہیں اس کا حوالہ بتانے کے لیے حدیث کی کسی کتاب کا نام لکھنے کے بجائے صرف ''بیہقی وابوداؤد'' لکھ دیا ہے، اس پر میں نے جو اعتراض وارد کیا ہے اس کو شاید مولوی عبدالشہید صاحب سمجھ نہیں سکے ہیں، اس لیے میں چاہتا ہوں کہ پہلے اس کی ذرا وضاحت کردوں اس کے بعد مولوی عبدالشہید کا جواب نقل کروں گا۔

میں نے جو کچھ لکھا ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ اگرچہ نہ ''بیہقی'' کسی کتاب کا نام ہے اور نہ ''ابوداؤد''۔ لیکن محدثین کے عرف میں امام ابوداود

سجستانی کی کتاب ''سنن ابی داوٗد'' کو صرف ''ابوداوٗد'' بھی کہتے ہیں۔اس لیے اس کے متعلق صرف ''ابوداوٗد'' لکھ دینا تو کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے، لیکن امام ابوبکر احمد بن الحسین بیہقی کی ''دلائل النبوۃ'' کو محدثین کے عرف میں صرف ''بیہقی'' نہیں کہا جاتا۔اس لیے اس کتاب کا حوالہ دینے کے لیے صرف ''بیہقی'' لکھ دینا غلط ہے۔

اس وضاحت کے بعد اب مولوی عبدالشہید صاحب کا جواب پڑھیے، وہ لکھتے ہیں:

''تو ہم کہتے ہیں کہ بخاری اور ترمذی بھی کسی کتاب کا نام نہیں ہے، اس لیے کہ بخاری کی شہر بخارہ کی طرف نسبت ہے اور ترمذی کی شہر ترمذ کی طرف نسبت ہے، اگر بخاری و ترمذی کسی حدیث کی کتاب ہے تو بیہقی وابوداوٗد بھی حدیث کی کتاب ہے .... ہم مولوی صاحب سے پوچھتے ہیں کہ کیا عرف میں بیہقی امام احمد کی دلائل النبوۃ کو نہیں کہا جاتا ہے''۔

اس لیے میں کہتا ہوں کہ مولوی عبدالشہید صاحب نے میری بات کو نہیں سمجھا، اگر وہ سمجھے ہوتے تو اس کے معارضہ میں ''بخاری'' اور ''ترمذی'' کو نہ پیش کرتے۔میں نے یہ کہاں لکھا ہے کہ بخاری اور ترمذی کسی کتاب کا نام ہے۔میں مانتا ہوں کہ بے شک یہ بھی کسی کتاب کا نام نہیں ہے، مگر جس طرح عرف میں امام ابوداوٗد سلیمان بن اشعث رحمہ اللہ کی ''سنن'' کو

صرف ''ابوداوٗد'' بھی کہتے ہیں، اسی طرح محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ کی ''الجامع الصحیح'' کوصرف ''بخاری'' اورامام ابوعیسی ترمذی کی ''الجامع'' کوصرف ''ترمذی'' بھی کہتے ہیں، لیکن امام بیہقی کی ''دلائل النبوۃ'' کوعرف محدثین میں صرف ''بیہقی'' ہرگزنہیں کہتے۔آیئے میں آپ کواس کاثبوت بتاؤں۔

دورکیوں جایئے اسی ''مشکوۃ المصابیح'' کودیکھ لیجیے جس کاحوالہ آگے چل کرآپ نے دیاہے اس میں سیکڑوں حدیثیں امام ابوداوٗد کی ''سنن'' اورامام ترمذی کی ''الجامع'' کی موجود ہیں، ان کے حوالہ میں صاحب مشکوۃ صرف ''رواہ ابوداوٗد'' اور''رواہ الترمذی'' لکھتے ہیں، کتاب کا نام نہیں لکھتے۔مگرامام بیہقی کاجہاں حوالہ دیتے ہیں وہاں صرف ''رواہ البیهقي''نہیں لکھتے، بلکہ ان کی کتاب کانام لکھتے ہیں،مثلاً ''فی شعب الإیمان''یا''في دلائل النبوۃ''، چنانچہ اس زیربحث حدیث کے حوالہ میں بھی صاحب مشکوۃ نے رواہ أبوداوٗدوالبیهقي في دلائل النبوۃ ہی لکھاہے یعنی سنن ابی داوٗد کے لیے توصرف رواہ ابوداوٗدلکھا، لیکن بیہقی کے لیےان کی کتاب کانام بھی بتایابیہقی لکھنے پراکتفانہیں کیا۔

یہی حال ان تمام کتابوں کاہےجن میں حدیثیں بلاسند کےذکرکی گئی ہیں،مثلاً بلوغ المرام،عمدۃ الأحکام، المنتقی لابن تیمیہ،التلخیص الحبیر ، فتح الباری،عمدۃ القاری،مجمع الزوائدوغیرہ وغیرہ۔ان سب کتابوں میں ''رواہ'' کے ساتھ البخاری، مسلم،ابوداوٗد، الترمذی، النسائی لکھتے ہیں، ان کی کتابوں

کے نام نہیں لکھتے ہیں، لیکن اس سے مراد ان کی خاص خاص کتابیں ہوتی ہیں۔ اس کے برخلاف میں پورے دعوے کے ساتھ چیلنج کرتا ہوں کہ مولوی عبدالشہید یا کوئی بریلوی مولوی کسی حدیث کی کتاب سے اس کا ثبوت نہیں دے سکتا کہ کسی محدث نے کسی حدیث کے حوالہ میں صرف رواہ البیہقی لکھا ہو اور اس سے امام بیہقی کی کتاب ''دلائل النبوۃ'' مراد لیا ہو۔ اگر کسی میں ہمت ہو تو میرے اس چیلنج کو قبول کرے۔

تنبیہ:

مولوی عبدالشہید کو ایک بات پر اور متنبہ کر دینا ضروری سمجھتا ہوں، انہوں نے لکھا ہے کہ:

''اہل علم حضرات خوب جانتے ہیں کہ ابوداؤد شریف کتب صحاح ستہ میں سے حدیث کی ایک کتاب ہے''۔

لیکن شاید ان کی نظر شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے ''مقدمہ'' پر بھی نہیں ہے، سنیے شیخ دہلوی مرحوم لکھتے ہیں: الكتب الستة المشهورة المقررة في الإسلام التي يقال لها الصحاح الست، هي صحيح البخاري، وصحيح مسلم، والجامع للترمذي والسنن لأبي داؤد، والنسائي، وسنن ابن ماجه، وعند البعض الموطأ بدل ابن ماجه، وصاحب جامع الأصول

اختار الموطأ۔ (ص:۷) یعنی حدیث کی چھ کتابیں جو اسلام میں مقرر اور مشہور ہیں، اور ان کو ''صحاح ستہ'' کہا جاتا ہے وہ یہ ہیں: امام بخاری کی الصحیح، اور امام مسلم کی صحیح، اور امام ترمذی کی الجامع، اور امام ابوداؤد کی سنن، اور امام نسائی کی سنن، اور امام ابن ماجہ کی سنن۔ بعض علماء نے ابن ماجہ کی جگہ پر موطأ کو اختیار کیا ہے۔

بتائیے کہ کتب ''صحاح ستہ'' میں سے ''ابوداؤد شریف'' ہے یا سنن ابی داؤد؟ ہاں یہ یادر ہے کہ مجھے اس سے انکار نہیں ہے کہ سنن ابی داؤد کو عرف مجازاً ابوداؤد بھی کہتے ہیں، مگر یہ اطلاق مجازی ہے، جب تفصیل اور توضیح کی ضرورت ہوگی تو اس وقت یہی کہا جائے گا کہ ابوداؤد کتاب کا نام نہیں ہے بلکہ کتاب کے مؤلف کا نام ہے، کتاب نام ''سنن'' ہے۔

مولوی عبدالرشید کی تیسری غلطی:

مولوی عبدالرشید صاحب کی تیسری غلطی جس پر میں نے اپنے پہلے جواب میں گرفت کی ہے وہ یہ کہ انہوں نے اپنی کتاب میں حدیث زیر بحث کو جن الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے ان الفاظ کے لیے انہوں نے حوالہ ابوداؤد اور بیہقی کا دیا ہے، لیکن ان کے نقل کیے ہوئے الفاظ کا جب ابوداؤد کے ساتھ مقابلہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ مولوی عبدالرشید صاحب نے حوالہ تو

ابوداؤد کا دے دیا مگر حدیث کے بعض الفاظ وہ نہیں نقل کیے جو ابوداؤد میں ہیں بلکہ اس کے خلاف یا تو کوئی دوسرا لفظ لکھ دیا ہے، یا بعض لفظوں کو چھوڑ دیا ہے۔

اپنے اس دعوی کے ثبوت میں دوسرے الفاظ سے قطع نظر کرتے ہوئے میں نے صرف ایسے دولفظوں کی نشان دہی کی ہے جن کی وجہ سے حدیث کا مضمون بدل گیا ہے، ان دولفظوں میں سے ایک تو وہی ہے جس کا ذکر میں نے ابھی پچھلے صفحات میں مولوی عبدالرشید کی اس غلطی کے بیان میں کیا ہے جس کے جواب سے صاحبزادے میاں بالکل خاموش ہیں۔

دوسرا لفظ "داعي امرأة" ہے جو حدیث کے اس ٹکڑے میں واقع ہے "فلما رجع، استقبله داعي امرأة، فجاء" الخ۔ ابوداؤد کے تمام موجودہ نسخوں میں (چاہے وہ ہندوستانی ہوں یا مصری) یہی الفاظ مروی ہیں، مگر مولوی عبدالرشید صاحب نے اپنی کتاب میں "داعي امرأة کے بجائے داعي امرأته (ضمیر مجرور کے ساتھ) نقل کیا ہے جس سے ان کی علمی دیانت داری مجروح ہوتی ہے۔

مولوی عبدالشہید سے ایک سوال:

مولوی عبدالشہید نے اس کے جواب میں مشکوۃ المصابیح کا حوالہ پیش

کیا ہے، لیکن ان کے اس حوالہ کی بابت تفصیلی گفتگو کرنے سے پہلے میں مولوی عبدالشہید سے پوچھتا ہوں کہ آپ کا دعوی تو یہ ہے کہ:

''بلا شک حضرت والد ماجد قطب بنارس نے جو کچھ لکھا ہے وہ بالکل صحیح وحق ہے''۔

تو اب اللہ جل جلالہ کو گواہ بنا کر ایمانداری سے بتائیے کہ آپ کے والد نے اپنی کتاب میں "داعي امرأته" کا جو لفظ لکھا ہے اس کا حوالہ انہوں نے ابوداؤداور بیہقی کا دیا ہے یا مشکوۃ المصابیح کا؟ اگر ابوداؤد اور بیہقی کا حوالہ دیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ انہوں نے یہ لکھا ہے کہ یہ لفظ ابوداؤداور بیہقی میں موجود ہے۔

لہذا یا تو اس لفظ کو ابوداؤد اور بیہقی میں دکھائیے، اور یا اپنا یہ پروپیگنڈائی دعوی واپس لیجئے کہ ''والد ماجد نے جو کچھ لکھا ہے وہ بالکل صحیح ہے'' کیا ''جو کچھ'' میں ابوداؤداور بیہقی کا حوالہ دینا داخل نہیں ہے؟ اگر ہے، اور یقیناً ہے تو پھر ان کا یہ لکھنا ''بالکل صحیح ہے'' یا بالکل غلط؟

یہ گالی ہے یا جواب؟

مولوی عبدالشہید صاحب کے پاس میری اس زبردست گرفت کا کوئی معقول جواب تو تھا نہیں، اس لیے بے چارے کیا کرتے۔ کچھ سمجھ میں نہیں

آیا تو ایسے موقع پر ان حضرات کی جو عادت ہے کہ ''وہابیوں'' کو گالی دینا شروع کر دیتے ہیں، اسی آخری حربہ سے ہمارے دوست مولوی عبدالشہید صاحب نے بھی یہاں کام لیا ہے، لکھتے ہیں:

''اب سوال یہ باقی رہا کہ ابوداؤد میں اس حدیث کے کچھ لفظ بدلے ہوئے ہیں کہ "فلما رجع، استقبله داعي امرأته" کے بجائے "فلما رجع، استقبله داعي امرأة" ہے تو یہ وہابیت کی حرکت ہے کہ "امرأته" کی ضمیر کو ختم کر کے "امرأة" کر دیا تاکہ اپنا مذہب ثابت کیا جائے۔ یعنی مذہب وہابیت صحیح ثابت ہو جائے''۔

بتائیے: یہ بے دلیل افترا پردازی، اور بے ثبوت الزام تراشی گالی نہیں تو کیا ہے؟ ایک خالص علمی اور تحقیقی امر کے متعلق یہ عامیانہ انداز گفتگو کسی باوقار اہل علم کی شایان شان نہیں ہے۔ میں مولوی صاحب سے عرض کروں گا کہ یہ باتیں جاہل مریدوں کے حلقہ میں بیٹھ کر کہیے، یہ مناظرہ کا میدان ہے، یہاں دھاندلے بازی نہیں چلے گی، یہاں تو وہی کامیاب ہوگا جس کا دامن علم وفن کی بصیرتوں سے مالا مال ہوگا، تہی دامنوں کی قسمت میں ذلت کے سوا کچھ نہیں۔

فیصلہ باصول محدثین:

مولوی عبدالشہید کو کون بتائے کہ حدیث بھی ایک مستقل اور بڑا اہم

فن ہے، دوسرے فنون کی طرح اس کے بھی کچھ مخصوص اصول وآداب ہیں، لہذا اس فن میں انہیں اصول وآداب کو ملحوظ رکھ کر گفتگو کرنی چاہیے۔ آپ نہ جانتے ہوں تو اپنے ہی مسلک کے کسی ''محدث'' سے (بشرطیکہ کوئی ایسا ہو) پوچھ لیجیے کہ حدیث کے کسی لفظ کے متعلق اگر نزاع پیدا ہو جائے کہ کون صحیح ہے اور کون غلط؟ کون خطا ہے اور کون صواب؟ کون مرجوح ہے اور کون راجح؟ تو اس کے فیصلہ کا محدثین کے نزدیک کیا طریقہ اور اس کا کیا معیار ہے؟ اسی معیار اور طریقہ کے مطابق اس کو بھی جانچیے، اور فیصلہ کیجیے۔

ہاں اتنی بات ہم آپ کو بتا دینا چاہتے ہیں کہ محدثین نے جس اختلاف کو قابل توجہ قرار دیا ہے اور اس کی بابت اصول وقواعد مقرر کیے ہیں، یہ وہ اختلاف ہے جو خود حدیث کے راویوں میں پایا جائے۔ اس لحاظ سے درحقیقت یہاں کوئی ایسا اختلاف ہی نہیں ہے جس کو باصول محدثین قابل توجہ اختلاف کہا جائے کیونکہ حدیث کی جتنی کتابوں میں یہ روایت پوری سند کے ساتھ ہم کو ملتی ہے، ان سب کے راویوں نے بالاتفاق اور بالاجماع "امرأة" ہی کا لفظ بیان کیا ہے، کسی ایک راوی کے متعلق بھی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ فلاں راوی نے اپنی روایت میں "امرأته" (ضمیر کے ساتھ) بیان کیا ہے، چنانچہ میں نے آپ کو پورے حوالہ کے ساتھ بتایا ہے

کہ صرف امام ابوداؤد ہی نہیں بلکہ امام احمد، امام بیہقی، امام دارقطنی، علامہ طحاوی حنفی رحہم اللہ ان سب حضرات نے اپنی اپنی سندوں کے ساتھ "امرأة" ہی روایت کیا ہے۔

لہذا اصول محدثین کی رو سے اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ "امرأة" ہی صحیح ہے۔

مشکوۃ کے حوالہ کا جواب:

مولوی عبدالشہید لکھتے ہیں کہ:

"داعي امرأته" صحیح ہے، کیونکہ تمام مستند حدیثوں کی کتابوں میں "داعي امرأته" ہے''۔

''تمام'' مستند حدیثوں کی کتابوں سے ان کی مراد تین کتابیں ہیں۔ مشکوۃ المصابیح، مظاہر حق، اشعۃ اللمعات، کیونکہ انہی تین کتابوں کا حوالہ مولوی عبدالشہید نے دیا ہے مگر مظاہر حق اور اشعۃ اللمعات میں تو مشکوۃ ہی والی حدیث کو ترجمہ کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے، اس لحاظ سے یہ دونوں بھی مشکوۃ ہی کا حوالہ ہوا۔ اس کو کسی دوسری کتاب کا حوالہ نہیں کہا جائے گا جس کا مطلب یہ ہوا کہ صرف ایک کتاب یعنی مشکوۃ المصابیح میں یہ لفظ ہے۔

اب کوئی انصاف سے بتائے کہ صرف ایک کتاب کے حوالہ کو ''تمام''

مستند حدیثوں کی کتابوں کا حوالہ بنا دینا کیا ایمان داری اور دیانت داری کی بات ہے؟

اگر ترجمہ اور شرح کو بھی کوئی الگ حوالہ قرار دیا جائے تو اس اعتبار سے حدیث کی وہ پانچ کتابیں جن کے نام "داعي امرأة" کے ثبوت میں میں نے پیش کیے ہیں، وہ کم سے کم پندرہ حوالے بن سکتے ہیں، صرف سنن ابوداؤد کی شرحوں اور ترجموں کے نام گنانا شروع کروں تو آٹھ دس کتابوں کا حوالہ یہی بن جائے گا، لیکن اہل علم کے نزدیک یہ ایمانداری کی بات نہیں ہے یہ تو محض ناواقف لوگوں کو بے وقوف بنانے اور جاہلوں کو دھوکہ دینے کی ایک تدبیر ہے۔ اللہ تعالی ہمیں ایسی فریب کارانہ تدبیروں سے محفوظ رکھے۔

ما اہل حدیثیم دغا را نشناسیم
صد شکر کہ در مذہب ما حیلہ وفن نیست

اب رہا یہ کہ مشکوۃ المصابیح میں "داعي امرأته" ہے۔ تو مجھے اس سے انکار نہیں ہے، بے شک مشکوۃ میں یہی لفظ ہے، اور یہ مجھے پہلے سے معلوم تھا، یہ نہیں ہے کہ مولوی عبد الشہید کے بتانے سے اس کا علم ہوا ہے، چنانچہ اپنے جواب نمبر (۱) کے آخر میں جو مطالبہ میں نے پیش کیا ہے اس میں اس کی طرف اشارہ موجود ہے۔

میں نے لکھا ہے:

''اب اگر کوئی بریلوی مولوی صاحب اس لفظ کا ثبوت مع صفحہ اور جلد کے حدیث کی کسی ایسی معتبر کتاب سے دے دیں جس میں اس روایت کی پوری سند موجود ہو تو ہم ان کے شکر گزار ہوں گے''۔

میں خوب سمجھتا ہوں کہ میری اس گرفت کا تو کسی بریلوی عالم کے پاس کوئی معقول جواب ہے نہیں کہ مولوی عبدالرشید صاحب نے "امر أته" کے لفظ کے لیے ابوداؤد اور بیہقی کا حولہ دینے میں غلطی کی ہے۔ اس لیے جو صاحب میرے جواب کی تردید میں قلم اٹھائیں گے وہ لامحالہ مشکوۃ ہی کا حولہ دیں گے کیونکہ ان ڈوبنے والوں کے لیے مشکوۃ کے سوا کوئی دوسرا کمزور سا سہارا بھی نہیں ہے، اسی کی کاٹ کرنے کے لیے میں نے اپنے مطالبہ میں یہ قید لگائی ہے کہ ایسی کتاب کا حوالہ دیجیے جس میں اس روایت کی ''پوری سند موجود ہو''۔

اس قید کے بعد میرے مطالبہ کے جواب میں مشکوۃ المصابیح کا حوالہ پیش کرنا بالکل بے جان اور بے جوڑ چیز ہے، کیونکہ مشکوۃ المصابیح ایسی کتاب نہیں ہے جس میں اس روایت کی سند موجود ہو، اور میرا مطالبہ ایسی کتاب کا ہے جس میں "امر أته کے لفظ کے ساتھ روایت کی سند بھی موجود ہو۔

مولوی عبدالشہید صاحب یا تو گھبراہٹ میں میری اس قید کے مقصد کو سمجھے نہیں ہیں، یا سمجھے تو ضرور ہیں لیکن چونکہ اس قید کے ساتھ میرے مطالبہ کا جواب دینا ان کے بس کی بات نہیں تھی، اس لیے اس سے کترا گئے، اور ایک دوسری ہی چیز لکھ کر دے دی تاکہ عوام میں کہنے کے لیے جواب کا نام تو ہو جائے چاہے کام ہو یا نہ ہو۔

ایک شبہ اور اس کا جواب:

اگر کسی کے ذہن میں یہ شبہ گذر رہا ہو کہ آخر مشکوۃ المصابیح بھی جب حدیث کی ایک معتبر اور مستند کتاب ہے، اور اس میں "امر أته" کا لفظ موجود ہے تو آپ اس حوالہ کو کیوں نہیں مانتے؟ اور اس کی کاٹ کرنے کے لیے اپنے جواب میں پہلے ہی سے پیش بندی کیوں کر دی تھی؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ میں اس حوالہ کو اس لیے نہیں مانتا ہوں کہ اگرچہ مجموعی حیثیت سے مشکوۃ المصابیح حدیث کی ایک معتبر کتاب ہے مگر پھر بھی یہ حقیقت بہر حال اپنی جگہ بالکل واضح اور مسلم ہے کہ یہ حدیثوں کا کوئی مستقل ماخذ نہیں ہے یعنی اس کی سب حدیثیں دوسری کتابوں سے نقل کی گئی ہیں، اس لیے اس کی حدیثیں اور اس میں نقل کیے ہوئے الفاظ اسی وقت قابل اعتماد ہوں گے جب وہ اپنے اصل ماخذ (یعنی جہاں سے یہ

الفاظ نقل کیے گئے ہیں) اس کے مطابق ہوں گے، اگر اس کے خلاف ہوں گے تو اس صورت میں قابل اعتماد وہی الفاظ ہوں گے جو پوری سند کے ساتھ اپنے اصل ماخذ میں موجود ہیں، کیونکہ ظاہر ہے کہ بے سند الفاظ کے مقابلے میں باسند روایت ہی معتبر ہوگی (بشرطیکہ اس سند یا روایت میں کوئی علت قادحہ موجود نہ ہو)۔

اس بات کو سامنے رکھ کر اب اس حدیث پر غور کیجیے جس کے ایک لفظ کی نسبت اس وقت ہماری بحث چل رہی ہے، اس روایت کا اصل ماخذ صاحب مشکوۃ نے دو کتابوں کو بتایا ہے۔ ایک ''ابوداؤد'' اور دوسری امام بیہقی کی ''دلائل النبوۃ''۔ دلائل النبوۃ تو اس زمانہ میں بالکل نایاب ہے، صاحب مشکوۃ نے یہ کتاب دیکھی ہوگی مگر مولوی عبد الرشید نے قطعاً نہیں دیکھی ہے، اس لیے ان کا براہ راست اس کتاب کا حوالہ دینا محض فریب ہے، ایک سچے اور ایماندار عالم کی شان یہ نہیں ہے۔ بہر حال اس وقت جب یہ کتاب نایاب ہے تو اس کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ اس میں اس روایت کے الفاظ کیا ہیں (۱)؟ البتہ ابوداؤد ایک مشہور اور متداول کتاب

---

(۱) کتاب "دلائل النبوة ومعرفة أحوال صاحب الشريعة" لأبی بکر أحمد بن الحسين البيهقی (۳۸۴–۴۵۸ھ) کا پہلا ایڈیشن بیروت کے دار الکتب العلمية سے ۱۴۰۵ھ (۱۹۸۵ء) میں شائع ہوچکا ہے، اس میں بھی "داعی امرأة" کا لفظ ہے نہ کہ "داعي امرأته". (دلائل النبوة: ۶/ ۳۱۰).

ہے، یہ مصر اور ہندوستان میں بار بار چھپی ہے، آج بھی تقریبا تمام عربی مدرسوں اور دینی کتب خانوں میں موجود ہے، اس کی متعدد شرحیں اور حاشیے بھی ہیں، اس کے ساتھ مشکوۃ کا مقابلہ کر کے دیکھ لیجیے، ابوداؤد کے کسی نسخہ میں چاہے وہ مصری چھاپے کی ہو، یا ہندوستانی "داعي امرأته" نہیں ہے، سب میں بالاتفاق "داعي امرأة" ہے۔

گویا نقل اصل کے خلاف ہے، ایسی صورت میں کوئی انصاف سے بتائے کہ اصل معتبر ہوتی ہے یا نقل؟ دنیا کا یہ بالکل موٹا اصول ہے اور ہر شخص اس کو جانتا ہے اگر نقل اصل کے خلاف ہو تو وہ رد کر دی جاتی ہے۔ اس لیے میں نے اس کو رد کر دیا، اور اس کی کاٹ کرنے کے لیے اپنے جواب میں پہلے ہی سے پیش بندی کر دی۔

نیز چونکہ ابوداؤد کے نسخوں میں اس لفظ کے متعلق کوئی اختلاف نہیں ہے، اور نہ کوئی دوسری باسند روایت اس کے خلاف ملتی ہے، ہاں تائید میں البتہ چار بڑے بڑے محدثوں کی روایتیں موجود ہیں، حتی کہ امام بیہقی جن کی ''دلائل النبوۃ'' کا حوالہ صاحب مشکوۃ نے دیا ہے، خود ان کی دوسری مشہور حدیث کی کتاب ''السنن لکبری'' میں بھی وہی لفظ مروی ہے جو ابوداؤد میں ہے، اس لیے ان قوی دلیلوں کی بنیاد پر یہی کہا جائے گا کہ اس لفظ کے نقل کرنے میں صاحب مصابیح یا صاحب مشکوۃ سے چوک ہوگئی ہے، اور کسی عالم سے بھوک کا چوک ہو جانا کچھ بعید یا ناممکن بات نہیں ہے۔

ایک سوال اور اس کا جواب:

ہاں ایک سوال یہاں یہ اٹھایا جا سکتا ہے کہ کیا اسی لفظ کے نقل کرنے میں ان صاحبوں سے بھول ہوگئی ہے، یا کوئی دوسری مثال بھی ان کی بھول کی پیش کی جا سکتی ہے؟ تو میں جواباً عرض کروں گا کہ جی نہیں یہی ایک لفظ نہیں ہے بلکہ میرے ناقص علم میں ایسی متعدد مثالیں ہیں، لیکن یہ مضمون لمبا ہوگیا ہے اس لیے فی الحال صرف ایک مثال پر اکتفاء کرتا ہوں۔

مشکوۃ المصابیح کی پہلی جلد میں ''کتاب الصلوۃ'' کے ذیل میں "باب الذكر بعد الصلاة" (۱) نکالیے اور اس باب کی پہلی ہی فصل کی پانچویں حدیث پڑھیے جس کے شروع کے الفاظ یہ ہیں: وعن عبد الله بن الزبير قال: كان رسول الله ﷺ إذا سلم من صلوته يقول بصوته الأعلى: "لا إله إلا الله وحده لا شريك له" .... إلى أن قال. (رواہ مسلم) (۲) یعنی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے سلام

---

(۱) مشكوة المصابيح، كتاب الصلاة، باب الذكر بعد الصلاة (ح: ۹۶۳ بتحقيق الألباني، المكتب الاسلامى)، ومرقاة المفاتيح (۲ / ۳۵۸-۳۵۹، مكتبة الامدادية، ملتان)

(۲) صحيح مسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب استحباب الذكر بعد الصلاة وبيان صفته (ح: ۵۹۳).

پھیرتے تھے، تو بلند آواز سے فرمایا کرتے تھے لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ الخ......اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

اگر آپ کا جی چاہے تو اسی کے ساتھ مظاہر حق اور اشعۃ اللمعات بھی دیکھ لیجیے، ان دونوں کتابوں میں بھی یہی الفاظ اور ان کے ترجمے موجود ہیں مگر مسلم میں اس روایت کے ساتھ "بصوته الأعلى" کا لفظ نہیں ہے، اگرچہ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ ایک مشہور محدث اور امام کی ایک کتاب میں (مسلم کے حوالہ سے نہیں بلکہ) اپنی خاص سند سے یہی حدیث اس لفظ کے ساتھ بھی مروی ہے مگر اس وقت تو بحث صاحب مشکوۃ کے حوالہ سے ہے، مشکوۃ میں صرف مسلم کا حوالہ دیا گیا ہے اور مسلم کی روایت میں "بصوته الأعلى" کا لفظ کسی نسخہ میں بھی نہیں ہے تو اب اس کے سوا اور کیا کہا جائے کہ اس لفظ کے نقل کرنے میں یا اس کا حوالہ دینے میں صاحب مصابیح یا صاحب مشکوۃ سے بھول ہوگئی ہے، بس یہی بھول کی صورت "داعي امرأته" کے لفظ میں بھی ہے۔

مظاہر حق اور اشعۃ اللمعات کے حوالہ کا جواب:

مولوی عبد الشہید نے "داعي مرأته" کے لفظ کو صحیح ثابت کرنے کے لیے مظاہر حق اور اشعۃ اللمعات کا حوالہ بھی دیا ہے، اور ان کے ترجموں

کو دیکھ کر یہ سمجھا ہے کہ یہی لفظ صحیح ہے، حالانکہ یہ استدلال غلط ہے۔ یہی مثال جو ابھی اوپر ذکر کی گئی ہے اسی سے اس کی تردید ہو جاتی ہے، کیونکہ ان دونوں مصنفوں نے صرف یہ دیکھ کر کہ مشکوۃ میں "بصوته الأعلى" کا لفظ موجود ہے اپنی اپنی کتابوں میں اس لفظ کو نقل کر دیا، اور صاحب مشکوۃ ہی کی متابعت میں "رواه مسلم" بھی لکھ دیا ہے، اور ان الفاظ کا ترجمہ اور تشریح بھی کر دی ہے، چنانچہ صاحب اشعۃ اللمعات نے اس لفظ پر ایک مسئلہ کی بنیاد بھی رکھ دی ہے، لکھتے ہیں:

ایں حدیث صریح است در جہر بذکر کہ آں حضرت بآواز بلند میخواند ص: ۴۵۰، یعنی یہ حدیث صریح ہے اس بات میں کہ اللہ کا ذکر جہر سے ہو کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کلمات کو بلند آواز سے پڑھتے تھے، حالانکہ جب "بصوته الأعلى" کا لفظ مشکوۃ کے حوالہ کے مطابق ثابت ہی نہیں ہے تو اس حوالہ کی بنیاد پر اس لفظ سے کسی مسئلہ کا استنباط کیونکر صحیح ہو سکتا ہے؟ پس اس سے یہ بات صاف طور پر معلوم ہو جاتی ہے کہ مظاہر حق اور اشعۃ اللمعات کے مصنفین صرف مشکوۃ کے الفاظ کو اپنے سامنے رکھتے تھے، اور انہی الفاظ کا ترجمہ اور تشریح کر دیتے تھے، ان کو اس سے بحث نہ تھی کہ یہ الفاظ ثابت بھی ہیں یا نہیں؟ اور یہ اپنے اصل ماخذ کے مطابق ہیں یا اس کے خلاف؟ حوالہ صحیح ہے یا اس میں کچھ بھول چوک ہے؟

یہی معاملہ "داعي امرأته" کے ساتھ بھی پیش آیا ہے، یعنی چونکہ مشکوۃ میں یہ لفظ ہے اس لیے ان دونوں صاحبوں نے بھی اپنی اپنی کتابوں میں اس لفظ کو اسی طرح ذکر کردیا اور اپنی سمجھ کے مطابق اس کا ترجمہ اور تشریح بھی کردی، وہ اس کی تحقیق وتفتیش کے درپے نہیں ہوئے کہ یہ لفظ مشکوۃ میں جن حوالوں سے نقل کیا گیا ہے ان میں ہے بھی یا نہیں۔ لہذا مولوی عبدالشہید نے ان دونوں کتابوں کے ترجموں سے جو نتیجہ نکالا ہے وہ غلط ہے۔

اہل حدیث پر مولوی عبدالشہید کا ایک جھوٹا الزام اور اس کا جواب:

جب یہ ثابت ہوگیا کہ ابوداؤد میں "امرأة" ہے اور یہی صحیح ہے تو اب مولوی عبدالشہید کے اس جھوٹے الزام کا جواب بھی سن لیجیے جو اس سے پہلے میں نقل کرچکا ہوں، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ابوداؤد میں اس لفظ کو "وہابیوں" نے بدل دیا ہے، اصل میں "امرأته" تھا مگر اس کی ضمیر کو ختم کرکے "امرأة" کردیا تاکہ مذہب وہابیت صحیح ثابت ہوجائے"۔

میں مولوی عبدالشہید سے پوچھتا ہوں کہ آپ کے والد صاحب نے اپنی کتاب "داعي امرأته" نقل کیا ہے، اور اس کے لیے حوالہ ابوداؤد کا دیا ہے تو انہوں نے جس ابوداؤد میں یہ لفظ دیکھ کر اور پڑھ کر نقل کیا ہے،

بتائیے وہ ابوداؤد کس مطبع کی اور کس سن کی چھپی ہوئی ہے؟ وہ تو ''وہابیوں'' کے تصرف سے محفوظ ہے، ہم اسی سے مقابلہ کرکے دیکھ لیں گے کہ آپ کے ابا جی نے صحیح حوالہ دیا ہے یا غلط؟

اور اگر اس ابوداؤد میں بھی جس کا حوالہ آپ کے ابا جی نے دیا ہے "داعي امرأته" نہیں ہے تو مجھے بتائیے کہ پھر آپ کے والد صاحب نے ابوداؤد کا حوالہ کیوں دیا ہے؟ اور اگر انہوں نے غفلت میں اس کا حوالہ دے دیا تھا تو اس وقت آپ لوگ کہاں تھے؟ جو سبق آج آپ اپنے یا اپنے ابا کے مریدوں کو پڑھا رہے ہیں، یہی بات آپ نے اپنے ابا جی کو اسی وقت کیوں نہیں سمجھا دی تھی کہ ابا جی! ابوداؤد کا حوالہ نہ دیجیے، دیکھیے نا اس میں تو ''وہابیوں'' نے لفظ ہی بدل دیا ہے، یہ لفظ ہمارے مطلب کا نہیں ہے، اس کے بجائے آپ مشکوۃ المصابیح کا حوالہ دیجیے، اس میں وہی لفظ ہے جو آپ نے نقل کیا ہے، اور اسی سے ہمارا مطلب بھی پورا ہوگا۔ اگر اسی وقت آپ نے یا آپ کے کسی ''غوث'' نے آپ کے ابا جی کی ''دست گیری'' کی ہوتی تو وہ ٹھوکر نہ کھاتے۔ کم از کم حوالہ دینے کی غلطی کا جو اعتراض آج ان پر وارد ہو رہا ہے، اس گرفت سے تو وہ بچ جاتے؟ اور اس کے جواب میں آپ لوگوں کو جو پریشانی ہو رہی ہے اس کی نوبت تو نہ آتی؟

مولوی عبدالشہید صاحب! الزام تراشی آسان ہے، مگر گرفتوں سے

جان چھڑانا مشکل ہے، مہربانی کر کے میرے ان سوالات کی ہر شق کو سمجھ کر دیانتداری سے جواب دیجیے۔

مولوی عبدالشہید نے اپنی ہی نقل کی ہوئی ایک عبارت کا مطلب نہیں سمجھا:

مولوی عبدالشہید نے آخر میں ابوداؤد کے حاشیہ سے ایک عبارت نقل کیا ہے، مگر افسوس یہ ہے کہ بے سمجھے نقل کر دیا ہے، اسی کے ساتھ یہ حرکت بھی کی ہے کہ اس عبارت کے نقل کرنے میں بد دیانتی سے کام لیا ہے، جتنا حصہ اپنے مطلب کے موافق سمجھا اس کو نقل کر دیا اور اس کے آگے کا حصہ جس کو اپنے خلاف سمجھا ہے اس کو چھوڑ دیا۔

قصہ یہ ہے کہ مشکوۃ المصابیح میں "داعي امرأته" کا لفظ ہے، اسی لفظ کو دیکھ کر شاہ ولی اللہ صاحب نے کسی کتاب میں لکھا ہے کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جو شخص کسی قرابت دار کے مرنے کی وجہ سے غم اور مصیبت میں ہو اس کے گھر مہمان کے لیے کھانا جائز ہے۔

شاہ صاحب کے اس استدلال کو نقل کرنے کے بعد ابوداؤد کے محشی نے لکھا ہے: قلت: هذا الاستدلال على ما في نسخة المصابيح من زيادة الضمير المجرور هكذا داعي امرأته صحيح،

وأما على ما في نسخ أبي داؤد بدون الضمير فلا. (۱) (یعنی شاہ صاحب کا) یہ استدلال اس لفظ کی بنا پر تو صحیح ہے جو مصابیح کے نسخہ میں ضمیر مجرور کی زیادتی کے ساتھ اس طرح ہے "داعي امرأته" لیکن ابوداؤد کے نسخوں کی بنا پر جن میں (یہ لفظ) بغیر ضمیر کے ہے، یہ استدلال صحیح نہیں ہے۔ یہ ہے اس عبارت کا صحیح ترجمہ اور مطلب، لیکن مولوی عبدالشہید نے اس کا جو ترجمہ کیا ہے وہ اہل علم کے لیے ایک مزیدار لطیفہ ہے۔ ان کے ترجمہ کے الفاظ یہ ہیں:

"میں نے کہا یہ دلیل لانا اس بنا پر ہے کہ مصابیح کے نسخے میں ضمیر مجرور کی زیادتی کے ساتھ ہے، ایسا ہی "داعي امرأته" صحیح ہے"۔

اس ترجمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی عبدالشہید صاحب یہ سمجھ رہے ہیں کہ ابوداؤد کے محشی نے "داعي امرأته" کو "صحیح" کہا ہے، اسی لیے انہوں نے اس عبارت کو بڑے شوق سے نقل کیا ہے، اور ترجمہ کرنے کے بعد ان کا قلم جوش میں آ گیا ہے، بڑے تاؤ سے لکھتے ہیں:

تو اب ہم کو بتائیں مولوی نذیر احمد مدرس مدرسہ رحمانیہ کے "داعي امرأته" صحیح ہے یا داعي امرأة؟

---

(۱) سنن أبي داود، كتاب البيوع، باب اجتناب الشبهات (۲ / ٤٧٣)، ناشر: فيصل پبليكشنز ديوبند.

مولوی عبد الشہید صاحب کو کون سمجھائے کہ حضرت گستاخی معاف ہو! پیری مریدی، نیاز و فاتحہ، اور تعویذ گنڈے کی دوکانداری چلانے کے لیے تو کسی علمی لیاقت کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے لیے تھوڑا سا ہیرا پھیری کرنے کا فن جاننا بھی کافی ہے، لیکن اہل علم کی عربی عبارتوں کو حل کرنے کے لیے تو یہ فن ہرگز کام نہ دے گا، اس لیے پہلے عبارت فہمی کی لیاقت تو پیدا کر لیجیے؟ اس کے بعد کسی اہل حدیث عالم سے کچھ پوچھنے کا حوصلہ کیجیے گا۔

آپ کی مثال تو اس روایتی بھوکے کی ہوگئی جس سے کسی نے سوال کیا تھا کہ دو اور دو کتنے ہوتے ہیں؟ اس نے کہا چار روٹی۔ یہی حال آپ کا ہے، ڈھونڈ ھتے پھر رہے تھے کہ "داعي امرأته" کے ساتھ کہیں لفظ "صحيح" لکھا ہوا مل جائے، اچانک حاشیہ ابوداؤد پر نگاہ پڑی اور چلا اٹھے کہ دیکھو لکھا ہوا ہے "داعي امرأته" صحیح ہے۔ یہ کچھ نہ سوچا کہ آگے پیچھے کی عبارت کیا ہے؟ اور اس عبارت میں "صحيح" کا تعلق کس سے ہے؟

سنیے! مذکورہ عبارت میں "هذا الاستدلال" مبتداء ہے اور "صحيح" اس کی خبر ہے۔ "صحيح" کا تعلق "داعي امرأته" سے نہیں ہے۔ محشی نے یہ نہیں کہا ہے کہ "داعي امرأته" صحیح ہے بلکہ یہ کہا ہے

کہ نسخۂ مصابیح کی بنا پر شاہ صاحب کا ''یہ استدلال صحیح ہے''۔ اور ابوداؤد کے نسخوں کی بنا پر صحیح نہیں ہے۔

آپ کے ترجمہ کی رو سے گویا عبارت یوں ہے: "هكذا داعي امرأته صحيح" آپ یہ سمجھ رہے ہیں کہ "داعي امرأته" مبتدا ہے اور صحيح اس کی خبر ہے۔ لیکن اس ترکیب پر میرا اعتراض یہ ہے کہ اس جملہ کے شروع میں لفظ "هكذا" بھی موجود ہے، جس کا ترجمہ آپ نے کیا ہے ''ایسا ہی''۔ مجھے بتائیے کہ ''ایسا ہی'' سے یہاں کیا مراد ہے؟ کیونکہ ظاہر ہے کہ یہ تشبیہ ہے اور تشبیہ جبھی صحیح ہوگی کہ سب ارکان تشبیہ موجود ہوں۔ لہذا ارکان تشبیہ (مشبہ بہ، مشبہ، وجہ شبہ، ان تینوں چیزوں) کی تعیین کیجیے۔ آپ کے ترجمہ سے مشبہ اور وجہ شبہ کا تو پتہ چل جاتا ہے مگر مشبہ بہ کا پتہ نہیں چلتا۔

آپ نے ترجمہ کیا ہے ''ایسا ہی ''داعي امرأته" صحیح ہے''۔ اس ترجمہ سے اس جملہ کا مطلب یہ بنتا ہے کہ لفظ "داعي امرأته" کے ''صحیح ہونے'' کو کسی دوسرے لفظ کے ساتھ ''صحیح ہونے'' میں تشبیہ دی جا رہی ہے۔ یعنی جیسے فلاں لفظ صحیح ہے، ''ایسا ہی "داعي امرأته" صحیح ہے''۔ گویا "داعي امرأته" کا لفظ مشبہ ہوا، اور اس کا ''صحیح ہونا'' وجہ شبہ ہے، اور کوئی دوسرا لفظ مشبہ بہ ہے، جس کا پتہ نہیں۔ سوچیے جب ایک رکن تشبیہ (مشبہ بہ

ہی کا پتہ نہ ہوتو تشبیہ کیسے صحیح ہوگی، اور یہ جملہ کیسے صحیح کہا جائے گا؟

بالفاظ دیگر آپ کا ترجمہ قواعد کی رو سے اس وقت صحیح ہوگا جب آپ اس عبارت میں "هكذا" سے پہلے کوئی ایسا لفظ بتائیں جس کو محشی نے صحیح کہا ہو، تاکہ اس کے ساتھ "داعي امرأته" کے صحیح ہونے کی تشبیہ درست ہو جائے، ورنہ "هكذا" کا لفظ اس جملہ میں مہمل اور لغو ہو جاتا ہے۔

اب میں اس کے مقابلہ میں مولوی عبد الشہید کو یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ میں نے اس عبارت کا جو ترجمہ و مطلب بیان کیا ہے اس پر بحمد اللہ اس قسم کا کوئی اعتراض وارد نہیں ہوسکتا، کیونکہ میرے ترجمہ کے بنا پر اس عبارت کا کا مطلب یہ بنتا ہے کہ نسخۂ مصابیح میں یہ لفظ ضمیر مجرور کی زیادتی کے ساتھ ہے، لیکن صرف اتنا کہہ دینے سے مصابیح والے لفظ کا نقشہ سامنے نہیں آتا تھا۔ اس لیے لکھ کر بتا دیا کہ "اس طرح"، یعنی جیسے یہاں "داعي امرأته" کا لفظ ضمیر مجرور کے ساتھ لکھا ہوا ہے، ایسا ہی مصابیح میں بھی ہے۔

بالفاظ دیگر نسخہ مصابیح والا لفظ "داعي امرأته" مشبہ ہے، جس کا اجمالی ذکر لفظ "هكذا" سے پہلے والی عبارت میں محشی نے کیا ہے، اور یہاں حاشیہ میں جو لکھا ہوا ہے یہ مشبہ بہ ہے، اور ضمیر مجرور کا زیادہ ہونا یہی وجہ شبہ ہے، گویا سب ارکان تشبیہ عبارت میں موجود ہیں۔

میری یہ باتیں عام لوگوں کی سمجھ میں تو نہ آئیں گی، لیکن جو اہل علم ان کو سمجھے گا اس کے نزدیک یہ بات اچھی طرح واضح ہو جائے گی کہ مولوی عبد الشہید کا یہ خواب بالکل غلط ہے کہ کسی محدث نے "داعي امرأته" کو صحیح کہا ہے۔

نقل عبارت میں مولوی عبد الشہید کی خیانت:

اوپر میں نے کہا ہے کہ مولوی عبد الشہید نے اس عبارت کے نقل کرنے میں بد دیانتی سے کام لیا ہے، اب اس کا حال سنیئے:

مذکورہ بالا عبارت کا آخری حصہ یعنی "وأما على ما في نسخ أبي داؤد بدون الضمير، فلا"۔ اس کو مولوی عبد الشہید نے نقل نہیں کیا اور نہ اس کا ترجمہ لوگوں کے سامنے پیش کیا، کیونکہ اس عبارت سے ان کے اباجی کی صاف صاف تردید ہوتی ہے، اس لیے کہ اس عبارت میں وضاحت سے لکھ دیا ہے کہ ابوداؤد میں "داعي امرأة" ہے۔ لہذا اس روایت کی بنا پر یہ استدلال صحیح نہیں ہے (کہ میت والے کے گھر کھانا جائز ہے) اور ان کے اباجی نے اپنی کتاب میں ابوداؤد ہی کے حوالہ سے یہ مسئلہ لکھا ہے، تو اس حاشیہ کی رو سے ان کا استدلال بھی غلط ہو جاتا ہے اور ابوداؤد کا حوالہ دینا بھی۔

یہی وجہ ہے کہ مولوی عبدالشہید نے اس عبارت کو چھپانے کی کوشش کی ہے، نعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا.

مولوی عبدالشہید نے عبارت مذکورہ بالا کے شروع کے حصہ کا جو ترجمہ کیا ہے اس کی طرف بھی میں ان کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ ان کا ترجمہ یہ ہے:

''میں نے کہا یہ دلیل لانا اس بنا پر ہے کہ مصابیح کے نسخے میں ضمیر مجرور کے ساتھ ہے''۔

یہ ترجمہ غلط ہے یا صحیح اس بحث سے قطع نظر کر کے میں بتانا یہ چاہتا ہوں کہ اس ترجمہ کی رو سے یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب کے استدلال کی بنیاد مصابیح والے لفظ پر ہے، یعنی صرف اس لفظ کو سامنے رکھا جائے تو یہ استدلال ہوسکتا ہے، اب رہا یہ کہ وہ لفظ صحیح ہے یا نہیں تو اس کی تحقیق اس حاشیہ میں نہیں کی گئی ہے، اور نہ شاہ صاحب ہی اس کے درپے ہوئے ہیں۔ اس حاشیہ میں نہ تو یہ کہا گیا ہے کہ ''ابوداؤد میں وہابیوں نے لفظ بدل دیا ہے''۔ اور نہ اس کی صراحت کی گئی ہے کہ مصابیح والا لفظ صحیح ہے۔ ہاں اس حاشیہ کی آخری سطروں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس محشی نے اپنی رائے اور سمجھ کے مطابق ان دونوں لفظوں میں تطبیق دینے کی کوشش کی ہے، لیکن ان کی یہ رائے کسی دلیل پر مبنی نہیں ہے، اس

لیے وہ نہ ہمارے لیے حجت ہے اور نہ آپ کے لیے۔

جب ابوداؤد کے حاشیہ کا ذکر آ گیا ہے تو چلتے چلاتے میں ایک آدھ بات اور مولوی عبد الشہید صاحب سے پوچھ لینا چاہتا ہوں کہ کیوں جناب جس حاشیہ کا آپ نے حوالہ دیا ہے بلکہ جس کے قول کا مطلب آپ نے یہ سمجھ کر کہ اس نے "داعی امرأته" کو صحیح کہا ہے، بڑے دھوم دھام سے نقل کیا ہے اسی حاشیہ میں اس کا قول یہ بھی تو موجود ہے: "علا أن الفقهاء صرحوا بأنه لا يحل الضيافة من أهل الميت، لأنها شرعت في السرور، لا في الشرور". (۱) یعنی علاوہ اس کے (کہ ابوداؤد کی روایت میں "داعي امرأة" ہے) یہ بات بھی ہے کہ فقہاء نے صراحت کے ساتھ لکھ دیا ہے کہ اہل میت کی طرف سے ضیافت (یعنی مہمان کی دعوت) حلال نہیں ہے، کیونکہ ایسی دعوت شریعت میں خوشی کے موقع کے لیے ہے نہ کہ غمی کے موقع پر۔

تو کیا جناب مجھے بتا سکتے ہیں کہکہ اگر اس محشی کے نزدیک داعي امرأته صحیح ہے تو اس نے فقہاء کے اس فتوی کو یہاں کس مناسبت سے ذکر کیا ہے؟ اگر اس حاشیہ کے ساتھ اس فتوے کو کچھ مناسبت ہے تو پھر آپ نے اس کو کس مصلحت سے چھپایا ہے؟ حاشیہ کی دوسری عبارتوں کے ساتھ

(۱) حوالہ کے لیے دیکھیے: ص (۳۵).

اگر آپ اس کو بھی نقل کر دیتے اور اس کا ترجمہ لوگوں کو بتا دیتے تو آخر اس میں آپ کا کیا نقصان تھا؟ یہ فقہاء جنہوں نے یہ فتوی دیا ہے کہ ایسی دعوت حلال نہیں ہے، حنفی تھے یا نہیں؟ جواب دینے سے پہلے حنفی مذہب کی معتبر کتاب ہدایہ کی مشہور شرح فتح القدیر بھی دیکھ لیجیے گا جس میں یہ بھی لکھا ہوا ہے "وهي بدعة مستقبحة"۔ (۱) یعنی ایسی دعوت بہت بری بدعت ہے۔

مولوی عبدالشہید کی طرف سے شکریہ اور توبہ کا مطالبہ:

مولوی عبدالشہید صاحب نے اپنی تحریر کے خاتمہ پر ہم سے دو مزید ار مطالبے کیے ہیں، لکھتے ہیں:

"لہذا اب جناب مولوی نذیر احمد مدرس مدرسہ رحمانیہ مدنپورہ بنارس اور تمام وہابی مولوی میرے شکر گزار ہوں اور ہمیشہ کے لیے توبہ کریں کہ اب آئندہ ایسی حرکت نہ کریں گے کہ صحیح حدیث کو غلط بتائیں گے وہابیت کی ترویج کے لیے"۔

مولوی صاحب! آپ اس کے لیے رنجیدہ خاطر نہ ہوں۔ ہم آپ کا

---

(۱) فتح القدير للامام كمال الدين محمد بن عبد الواحد، باب الشهيد (۲ / ۱۴۲) ناشر: دار الفكر.

یہ ارمان ضرور پورا کردیں گے، اور ایک بار نہیں، ہزار بار ہم آپ کے شکر گزار ہوں گے، مگر شرط یہ ہے کہ آپ ''تمام'' مستند حدیثوں کی کتابوں سے نہیں، بلکہ ایک مستند حدیث کی کتاب۔ جی ہاں صرف ایک کتاب ایسی پیش کردیجیے جس میں "داعي امرأته" کا لفظ پوری سند کے ساتھ بیان کیا گیا ہو۔

اور اس کے مقابلہ پر اگر ہم سے کہیے تو ہم ایک نہیں پانچ پانچ حدیث کی مستند کتابیں کھول کر دکھادیں جن میں "داعي امرأة" کا لفظ پوری سند کے ساتھ موجود ہے۔

رہا توبہ کا مطالبہ تو اگر خدانخواستہ ہم سے یہ غلطی سرزد ہوئی ہوتی کہ ہم نے ''صحیح حدیث کو غلط قرار دیا ہے''، تو بلاشبہ ایک بار نہیں صد ہزار بار ہم اپنے رب کے سامنے توبہ کرتے۔ ہم اس کو ہرگز اپنے لیے کوئی عار کی بات نہیں سمجھتے، بلکہ یہ تو ہماری عین سعادت ہوگی، اور اللہ تعالی کا ہم پر بہت بڑا فضل واحسان ہوگا کہ وہ ہمیں اپنی غلطیوں سے توبہ کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ ہم تو نبی التوبہ علیہ افضل الصلوات والتحیات کی سکھائی ہوئی اس دعا کو برابر پڑھا کرتے ہیں: "اللهم اجعلني من التوابين"۔ زہے نصیب اس بندۂ مومن کے جس کو ان مقربین بارگاہ کی رفاقت حاصل ہوجائے جن کے حق میں ارشاد فرمایا گیا ہے: "إن الله يحب

التوابين. (۱)

لیکن گزارش یہ ہے کہ پہلے کسی حدیث کے فن سے واقفیت رکھنے والے عالم سے یہ پوچھ لیجیے کہ ''صحیح حدیث'' کہتے کسے ہیں؟ اور اس کی تعریف کیا ہے؟ اس کے بعد تحقیق کیجیے کہ ہم نے ''صحیح'' حدیث کو غلط کہا ہے؟ یا آپ نے غلط لفظ کو صحیح بتایا ہے؟

کیا کسی ایسی حدیث یا حدیث کے ایسے لفظ کو بھی ''صحیح حدیث'' کہیں گے جس کی سند کا کچھ پتہ نہ ہو؟ اور جس کے راویوں کے احوال واوصاف قطعاً مجہول اور نامعلوم ہوں؟ اور اس کے مقابلہ میں اس کو غلط کہیں گے؟ جو ایک دو نہیں بلکہ حدیث کی پانچ پانچ معتبر کتابوں میں موجود ہو، جس کی پوری سند ہمارے سامنے ہو، جس کے ایک ایک راوی کا حال ہم کو اسماء الرجال کی کتابوں میں ملتا ہو؟

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور انصاف کرو۔

اللہ تعالی کا شکر ہے کہ اس کی توفیق اور مدد سے ہم نے مولوی عبدالشہید کی ہر بات کا جواب تفصیل سے دلیل اور ثبوت کے ساتھ دے دیا، اب اس مضمون کو ہم ایک حدیث پر ختم کرتے ہیں جو سنن ابن ماجہ میں "باب ما جاء في النهي عن الاجتماع إلى أهل الميت، وصنعة الطعام"

---

(۱) البقرة: ۲۲۲.

میں مروی ہے "عن جرير بن عبد الله، قال: كنا نرى الاجتماع إلى أهل الميت، وصنعة الطعام من النياحة". (۱)

ترجمہ: حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم لوگ (یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم) میت والے کے گھر جمع ہونے کو اور کھانے کو نوحہ سمجھتے تھے۔ یعنی جیسے میت پر نوحہ کرنا منع اور ناجائز ہے ایسے ہی میت والے کی طرف سے کھانے کے انتظام کو بھی ناجائز جانتے تھے۔

یہی حدیث علامہ ابن الہمام مشہور حنفی محدث اور فقیہ کی کتاب ''فتح القدیر'' میں بایں الفاظ منقول ہے: روى الإمام أحمد، وابن ماجه بإسناد صحيح، عن جرير بن عبد الله، قال: كنا نعد الاجتماع إلى أهل الميت، وصنعهم الطعام من النياحة. (۲)

ترجمہ: ''امام احمد اور ابن ماجہ نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ

---

(۱) [صحيح] سنن ابن ماجه (ح: ۱۶۱۲ بتحقيق الألباني)، ومسند أحمد (۲ / ۲۰۴، ح: ۶۹۰۵، بتحقيق الأرنؤوط والآخرين)، والمعجم الكبير للطبراني (ح: ۲۲۷۹ بتحقيق الحمدي)، والمجموع للامام النووي (۵ / ۳۲۰، ناشر: دار الفكر)، وفتح القدير للإمام كمال الدين محمد بن عبدالواحد المعروف بابن الهمام (۲ / ۱۴۲، ناشر: دار الفكر).
اس حدیث کو امام نووی، امام ابن الهمام، علامه البانی اور شیخ شعیب الأرنؤوط رحهم الله نے "صحیح" قرار دیا هے.

(۲) دیکھیے: حوالۂ مذکور.

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم لوگ میت والے کے گھر اکٹھا ہونے کو اور ان کی طرف سے کھانے کے انتظام کو نوحہ میں شمار کرتے تھے"۔

دیکھیے حضرت جریر رضی اللہ عنہ کے اس بیان سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کو جس عورت نے دعوت دی تھی اور آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ اس دعوت میں شرکت فرمائی تھی، وہ میت کی بیوی نہیں تھی، اور اس دعوت کا انتظام میت کی بیوی کی طرف سے نہیں ہوا تھا، بلکہ یہ دعوت دینے والی کوئی دوسری عورت تھی، ورنہ لازم آئے گا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو ساتھ لے کر نعوذ باللہ نوحہ میں شرکت فرمائی، حالانکہ نوحہ کی سخت ممانعت حدیثوں میں وارد ہے۔(۱)

اتنی صاف اور روشن دلیلوں کے بعد بھی اگر کوئی شخص باپ دادا کی

---

(۱) اس موقع پر میں مولوی عبدالشہید اور ان کے ہم عقیدہ مولویوں کو متنبہ کر دینا چاہتا ہوں کہ اس کے جواب میں وہ تاویلیں یا توجیہیں نقل کر کے اپنی جان چھڑانے کی کوشش نہ کریں جو مشکوۃ المصابیح کے بعض شارحین نے اپنی شرحوں میں ذکر کی ہیں، کیونکہ ان شارحین نے جو کچھ لکھا ہے اس کا دارومدار مشکوۃ والی روایت کے لفظ "داعي امرأته" پر ہے۔ اور جب تحقیق سے یہ ثابت ہو گیا کہ یہ لفظ ہی صحیح نہیں ہے، تو اب اس بنیاد پر جو عمارت کھڑی کی جائے گی۔ ظاہر ہے کہ وہ بھی صحیح نہیں ہوگی۔ اس لیے سب سے پہلے اس کی کوشش کیجیے کہ یہ لفظ سند کے ساتھ باصول محدثین صحیح ثابت ہو جائے۔ ۱۲ منہ

رسم، یا اپنے پیرومرشد کی غلط بات ہی کو دین وایمان سمجھنے پر اڑا رہے تو پھر
انا للہ پڑھنے کے سوا اور کیا چارہ ہے۔

اللهم لا تزغ قلوبنا بعد إذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة، إنك أنت الوهاب.

کتبہ: نذیر احمد رحمانی

۳/ جمادی الاخری ۱۳۸۰ھ

۲۳/ نومبر ۱۹۶۰ء

نام و پتہ

طلبۂ فضیلت سال آخر

جامعہ سلفیہ (مرکزی دار العلوم)

بنارس، الہند

(۱۵-۲۰۱۴ء)

نام و پتہ طلبہ فضیلت سال آخر، جامعہ سلفیہ، بنارس
(۱۵-۲۰۱۴ء)

مقصود عالم عبدالصبور موضع: تتری ششہنیاں، پوسٹ: تیتری بازار، نوگڑھ، ضلع: سدھارتھ، یوپی، الہند موبائل: 737933507	**عرفان احمد بن نثار احمد** موضع: برگدوا، ٹولہ: جمنہوا، پوسٹ: دلہانارتھ، ضلع سدھارتھ نگر، یوپی، پن: ۲۷۲۲۰۶ موبائل نمبر: 9565571103
سہیل احمد بن شہید احمد موضع: گھمانچ، مئو، پوسٹ: جلال پور، پنوارا، ضلع قنوج، یوپی، پن: ۲۰۹۷۲۷ موبائل نمبر: 9889669558	**امانت اللہ بن محمد عمر** گرام: بھنی خورد، پوسٹ: کولہوئی بازار، ضلع مہراج گنج، یوپی موبائل نمبر: 7800979815 ای میل: amanatsalafi@gmail.com
محمد راشد بن فضل الرحمٰن کونکٹی، ترکولیا تیواری، سدھارتھ نگر، یوپی، پن: ۲۷۲۱۸۹ موبائل نمبر: 8601055081 ای میل: rashidjamal594@gmail.com	**مجیب الرحمٰن بن عطاء الرحمٰن** ساکن، بڈھی خاص، پوسٹ بسکوہر بازار، ضلع سدھارتھ نگر، یوپی، پن کوڈ: ۲۷۲۱۹۲ موبائل نمبر: 9598463540
احمد خان بن مجیب الرحمٰن موضع: پیپرا، وارڈ نمبر ا، پوسٹ چاکرچوڑا، ضلع: کپل وستو، لمبنی، نیپال موبائل نمبر: 9695334858 ای میل: ahmadkhannepal@gmail.com	**ہلال احمد بن ہدایت اللہ** گرام: کونکٹی، پوسٹ: ترکولیا تیواری، ڈومریا گنج، ضلع: سدھارتھ نگر، یوپی، پن: ۲۷۲۱۸۹ موبائل نمبر: 9919767035 ای میل: hilalahmad594@yahoo.com

محمد عمران بن محمد شریف ساکن: شاکر جوت، پوسٹ: پچنگواں، ضلع: سدھارتھ نگر، یوپی، پن: ۲۷۲۲۰۲ موبائل نمبر:9026109494	**محمد نعیم بن رحمت اللہ** گرام: سیکھوئیا، پوسٹ: ڈبرا، ضلع: سدھارتھ نگر، یوپی، پن کوڈ: ۲۷۲۲۰۵ موبائل نمبر:9005945262 ای میل:mohdnaieem90@gmail.com
محمد شاہد علاء الدین مومن ساکن: نیا گرام مہیش پور، پوسٹ: شیر شاہی، تھانہ: کلیا چک، ضلع: مالدہ، مغربی بنگال، پن: ۷۳۲۲۰۱ موبائل نمبر:9732567289 ای میل:mdshahidtamanna@gmail.com	**احسان الہدی بن نجم الہدی** محلّہ: گونڈ باغ نزد پرانی مسجد، بچلا عید گاہ، بلرام پور، یوپی، پن: ۲۷۱۲۰۱ موبائل نمبر:7786857629 ای میل:ahkhan409@gmail.com
عبد الغفار مخلص الرحمٰن گرام: گھورنا، پوسٹ: پاٹکوئی ہاٹ، تھانہ: کوچا دھامن، ضلع کشن گنج، بہار، پن: ۸۵۵۱۰۷ موبائل نمبر:7762889828 ای میل:abdulgaffarsalafi@gmail.com	**مقصود عالم بن محمد رضا** گرام: سانڈا، پوسٹ: سانتھا بازار، ضلع: سنت کبیر نگر، یوپی، پن: ۲۷۲۲۷۰ موبائل نمبر: 9838851942 گھر: 9918731019
محمد اسرائیل بن محمد اسرافیل ساکن: رانی پور، پوسٹ: سنگرام پور، ضلع: پاکوڑ، جھارکھنڈ، پن: ۸۱۶۱۰۷ موبائل:8674825583	**محمد سہیل بن عزیز الرحمٰن** نئی بستی، بجرڈیہہ، وارانسی، یوپی پن کوڈ: ۲۲۱۱۰۶ موبائل نمبر:8090991524 ای میل:mohdsohail869@gmail.com

محفوظ عالم بن توحید عالم سکٹیا نیاٹولہ، بڑاہا، سونامنی گدام، ارریہ، بہار، پن: کوڈ:۸۵۴۳۳۲ موبائل نمبر:9955939296	**صفی الرحمٰن بن کلیم اللہ** محمد پور، ہرشوس، جنسا، راجہ تالاب، وارانسی موبائل نمبر:8115779936
ذبیح اللہ بن سلیم اللہ کٹرہ شنکر نگر، بلرامپور، یوپی پن کوڈ:۲۷۱۲۰۱ موبائل نمبر:7897731715	**صبغت اللہ بن رحمت اللہ** حاجی پور (روشن باغ)، کٹیہار کورٹ، مفصل فیسٹ، کٹیہار، بہار، پن کوڈ:۸۵۴۱۰۹ موبائل نمبر:8084656554،9199830325
محمد ضیاء الرحمٰن بن محمد جمال الدین اسلام پور (دنسار) ببھنی، ڈگروا، پورنیہ، بہار، پن کوڈ:۸۵۵۱۰۵ موبائل نمبر:7739853658	**لعل محمد بن عبد القادر** گوٹفر، کنہریا، بائسی، پورنیہ، بہار پن کوڈ:۸۵۴۳۱۵ موبائل نمبر:8582036994 ای میل:lalsalafi2014@gmail.com
خالد جمال محمد ابراہیم موضع: نراین پور، پوسٹ: مڑیاہوں، تھانہ: مڑیاہوں، بلاک: رام نگر، ضلع: جون پور، پن کوڈ:۲۲۲۱۶۱ موبائل نمبر:8739041195	**حدیث اللہ بن شفیع اللہ** اچلپور، ترکولیا تیواری، پتھرا بازار، سدھارتھ نگر، یوپی، پن کوڈ:۲۷۲۱۸۹ موبائل نمبر:9721956608

علیم الدین بن عبدالرؤف ساکن: سکٹیا نیا ٹولہ، پوسٹ: بٹراہا، تھانہ: سونا منی گدام، ضلع: ارریہ، بہار پن کوڈ: ۸۵۴۳۳۲ موبائل نمبر: 9973894366،7250670465	**منت اللہ بن محمد مشتاق** ڈومرا، بنگما، بسیٹی، ارریہ، بہار پن کوڈ: ۸۵۴۳۱۲ موبائل نمبر: 9572463638
حسن علی بن ابوبکر صدیق کالونی جلاہ، جوریا، نوگاؤں، آسام پن کوڈ: ۷۸۲۱۲۴ موبائل نمبر: 9401819940	**محمد مہتاب عالم بن محمد ابوذر** ساکن: راجگاؤں، پوسٹ: کابر، تھانہ: براری، ضلع: کٹیہار، بہار، پن کوڈ: ۸۵۴۱۱۵ موبائل نمبر: 8294764646
عبداللہ بن تمجید عالم عالم چوک، آعظمی نگر، گیٹ نمبر ۷، مالونی، ملاڈ (ویسٹ) ممبئی، مہاراشٹرا موبائل نمبر: 7208690281 ای میل: abdullahtamjeed@gamil.com	**سراج اللہ بن عبدالحمید** گرام: سکھوئیا، پوسٹ ڈبرا، ضلع: سدھارتھ نگر، یوپی، پن کوڈ: ۲۷۲۲۰۵ موبائل نمبر: 8052745016
عبداللہ شاہد انیس الرحمٰن ششمن بازار، راجہ پورہ، وارانسی، یوپی، انڈیا- پن کوڈ: ۲۲۱۰۰۱ موبائل نمبر: 8081643956 ای میل: sabdullah703@gmail.com	**عبدالرحمٰن احمد وصی** کمال پورہ، جیت پورہ، وارانسی پن کوڈ: ۲۲۱۰۰۱ موبائل نمبر: 8799651518

امین فیصل محمد زبیر بازار سدانند، ریوڑی تالاب، وارانسی پن کوڈ: ۲۲۱۰۱۰ موبائل نمبر: 7505729175	**عبدالعزیز عبدالسلام** گرام: ترکلہا، پوسٹ: انچل، لمبنی، ضلع روپندیہی، نیپال موبائل نمبر: 009779816411633، 8601216396
محمد ارشاد ذکراللہ گرام: کمہریا، پوسٹ: سمری خانکوٹ، ضلع سدھارتھ نگر، یوپی - پن کوڈ: ۲۷۳۱۹۲ موبائل نمبر: 9918432326	**ذبیح اللہ عبدالحلیم** گرام: ڈومریا گنج، پوسٹ: ڈومریا گنج، ضلع سدھارتھ نگر، یوپی پن کوڈ: ۲۷۲۱۸۹ موبائل نمبر: 8052093918 ای میل: salafizabihullah@gmail.com
صہیب حماد محمود یاسر مدن پورہ، وارانسی پن کوڈ: ۲۲۱۰۱۰	**زبیر عالم احمد حسین پورنیاوی** بانسر، کھوکھا، شری نگر، پورنیہ، بہار، الہند، پن: ۸۵۴۳۰۱ موبائل نمبر: 9709163927 ای میل: zubairalam724@gmail.com
محمد ریاض عناء اللہ ہاؤس نمبر: ۵۵، لکھن پور، پربت پور، اہلیا پور، گریڈیہہ، جھارکھنڈ، الہند، پن: ۸۱۵۳۱۲ موبائل نمبر: 9125610424	**محمد شفیق غلام طاہر** دھویہی، جوگڑا وارڈ: ۵، لمبنی، روپندیہی، نیپال موبائل نمبر: 9804412748 ای میل: shafeeqm585@gmail.com

نذیر احمد تجمل حسین

کسہا، ارناہا، وارڈ نمبر ۸، سپتری، نیپال
موبائل
نمبر:009779807708476

محمد ثناء اللہ محمد شاکر سارنی

دکھن ٹولہ مکیر، پوسٹ مکیر، سارن، بہار،
الہند، پن: ۸۴۱۲۱۵
موبائل نمبر:9934661298
ای میل:md2491993@gmail.com

صفی الرحمٰن عبید الرحمٰن

بڑا پرلیا، بشن پور، برہروا، صاحب گنج،
جھارکھنڈ، پن: ۸۱۶۱۰۱
موبائل نمبر:8960243415
ای میل:safiurrahman20@gmail.com

عطاء الرحمٰن حبیب الرحمٰن

چلہی ٹانر، جھاجھا، جموئی، بہار، الہند،
پن: ۸۱۱۳۰۸
موبائل نمبر:7654390719
ای میل:attaurrahman73@gmail.com

آصف علی عبد الرشید

رکسی، مدھورا، کوڑھا، کٹیہار، بہار،
پن: ۸۵۴۱۰۷
موبائل نمبر:9534475183
ای میل:aasifalamsalafi@gmail.com

شمیم اختر شمس الضحیٰ

اعلامی، پاکوڑ، جھارکھنڈ، الہند،
پن: ۸۱۶۱۰۷
موبائل نمبر:7250404440
ای میل:shamimsalafi45@gmail.com

معصوم اشرف منظور عالم

پرسا، پریہار، سیتامڑھی، بہار،
پن: ۸۴۳۳۲۴
موبائل نمبر:7677773038

اکرام الدین منیر الدین

گگن پور، پوسٹ: پربت پور، تھانہ:
تاراتاڑ، گریڈیہہ، جھارکھنڈ، پن: ۸۱۵۳۱۲
موبائل نمبر:9801533097

شاکر عالم سجاد علی کانٹا باڑی، منگورا، دیگھل بینک، کشن گنج، بہار، پن:۸۵۵۱۰۱ موبائل نمبر:8002789754	**زبیر احمد مشتاق احمد** کٹیا مستحکم، ڈومریا گنج، سدھارتھ نگر، یوپی، پن:۲۷۲۱۹۳ موبائل نمبر:7800280121 ای میل:zubairtahir80@gmail.com
محمد سمیع اللہ سمیع محمد ادریس گھاٹ مڑھیا، باسوپٹی، مدھوبنی، بہار، پن:۸۴۷۲۲۵ موبائل نمبر:7250188939 ای میل:samiullahsami498@gmail.com	**نظام الدین بن زین اللہ** پرنیا، شہرت گڑھ، سدھارتھ نگر، یوپی، پن:۲۷۲۲۰۵ موبائل نمبر:8874808345
اکبر علی خان اختر علی خان کوٹیا گڑوری، پتھرا بازار، بانسی، سدھارتھ نگر، یوپی، پن کوڈ:۲۷۲۱۵۳ موبائل نمبر:7800394012 ای میل:akbaralikhan426@gmail.com	**مسرور عالم محمد اسرائیل** گرام: کچیاہی، پوسٹ: پران پور، ضلع: کٹیہار، بہار- پن کوڈ:۸۵۴۱۱۶ موبائل نمبر:7781917421
افسر خان محمد نظام الدین ندیسر، وارانسی، یوپی- پن کوڈ:۲۲۱۰۰۱ موبائل نمبر:9389669101	**عبداللہ شاذان ارشاد احمد** مدن پورہ، بنارس
امرؤالقیس محمد رمضان علی ساکن: فقیر تکیہ، پوسٹ: گرڈھیا بلوا، تھانہ: سری نگر، ضلع: پورنیہ، بہار پن کوڈ:۸۵۴۳۰۴ موبائل نمبر:9525832716 ای میل:imraulqais14357@gmail.com	

کچھ مؤلف کے بارے میں

مولانا نذیر احمد املوی رحمہ اللہ ان مشاہیر علماء میں سے ایک ہیں جن کی علمی شخصیت علمائے کبار کے نزدیک قابلِ قدر رہی ہے۔ موصوف کا مختصر تعارف پیشِ خدمت ہے:

تاریخ پیدائش ومقام پیدائش : ۶/فروری ۱۹۰۶ء مطابق ۱۰/ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ، املو، مبارکپور ضلع اعظم گڑھ۔

اہم مدارس وجامعات جہاں سے تعلیم حاصل کی : مدرسۃ الاصلاح سرائے میر، مدرسہ فیض عام مئو اور دارالحدیث رحمانیہ دہلی۔

ممتاز اساتذہ جن کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا: صدر المدرسین مولانا احمد مئوی (بڑے مولانا)، شیخ الحدیث مولانا احمد اللہ پرتاب گڑھی، جامع المعقول والمنقول مولانا غلام یحییٰ پنجابی کانپوری اور ادیب شہیر مولانا عبدالرحمٰن نگرنہسوی وغیرہم، رحمہم اللہ۔

تدریسی خدمات : دارالحدیث رحمانیہ دہلی، دارالعلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ بہار اور جامعہ رحمانیہ مدنپورہ بنارس

بعض اہم تصانیف : انوارِ مصابیح بجواب رکعاتِ تراویح، انتقادِ صحیح بجواب ذیل رکعات تراویح، ردعقائد بدعیہ، اہلحدیث اور سیاست، چمن اسلام (۴ جلدیں) اور کتابِ ہٰذا۔

تاریخِ وفات ومقام وفات: ۳۰/مئی ۱۹۶۵ء مطابق ۱۳۸۵ھ، املو، مبارکپور ضلع اعظم گڑھ۔

(مزید تفصیل کے لیے دیکھیے "اہلحدیث اور سیاست" ص ۲۳-۵۰)

کلمۂ تبریک

میں فضیلتِ ثالث کے تمام طلبہ کو تہِ دل سے مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے کتاب ہٰذا کو تعلیق واضافہ کے ساتھ دوبارہ شائع کیا۔ یقیناً یہ ایک بہترین اقدام ہے۔ اس طرح ہم اپنے اسلاف کی علمی کاوشوں کو زندہ رکھ سکتے ہیں اور انھیں ضائع ہونے سے بچا سکتے ہیں، بطورِ خاص جب وہ کسی اہم موضوع پر تالیف کی گئی ہوں۔

اللہ تعالیٰ ان بچوں کو اس کا بہترین بدلہ دے، ان کی علمی محبت میں مزید اضافہ کرے، انھیں دین و دنیا میں ترقی عطا کرے اور اس کتاب کے ذریعہ شائقینِ علم کی تشنگی بجھائے، آمین۔



علی حسین سلفی
استاذ جامعہ سلفیہ بنارس